ہجرت : ۱۳۸۱ ہش
مئی ۲۰۰۲ء

ماہنامہ انصاراللہ

قدرت ثانیہ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ السلام فرماتے ہیں:

''..... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کوتمہارے لئے بھیجدیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا .....''

(رسالہ الوصیت ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵ ۔ ۳۰۶)

ایڈیٹر
نصراللہ خاں ناصر

تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو

سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں !۔

''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی ۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائیگی ۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے ۔ اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی ۔ وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے ''

(رسالہ الوصیت صفحہ ۱۱ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصاراللہ

ایڈیٹر: نصراللہ خاں ناصر

ہجرت ۱۳۸۱ ھش - مئی ۲۰۰۲ء

جلد نمبر ------------------ ۴۳

شمارہ نمبر ------------------ ۵

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، جاوید احمد جاوید، ریاض محمود باجوہ

اس شمارہ میں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاءالاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصاراللہ

دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

ڈیزائن و کمپوزنگ: صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)

سالانہ: ------------------ ایک سو روپے

قیمت فی پرچہ: ------------------ دس روپے

اداریہ

وحدت کا سرچشمہ

خدائے رحیم و کریم کی تقدیر بنی نوع انسان کی رشد و اصلاح اور اس کی قوتوں کی نشو و نما اور ترقی کے لئے انبیاء و مصلحین کو ظاہر فرماتا ہے جب ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (سورۃ الرُّوم) کی حالت پیدا ہو جاتی ہے یعنی دنیا ذہنی اخلاقی عملی اور روحانی اقدار کو چھوڑ کر فتنہ و فساد اور گروہ بندی کی بدرؤوں میں پھنس جاتی ہے- لوگ خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں- اس کے حسین وجود سے انکار کر بیٹھتے ہیں اس کے حُسن سے آگاہ ہوتے ہیں اور نہ اس کے احسان سے-

آفتاب ہدایت کے طلوع سے وہ تمام تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں، تشنہ روحوں کو آب حیات ملتا ہے اور توحید کے چشمہ سے فیضیاب ہو کر وہ ایک ایسے انقلاب آفریں دور میں داخل ہوتے ہیں جو وحدت، یک جہتی اور اتحاد کا منظر پیش کرتا ہے- اس طرح قوم مستحکم ایمان اور صالحیت کا مقام پالیتی ہے- چنانچہ آفتاب رسالت سے منور اسی صالح معاشرہ سے ماہتاب خلافت طلوع ہوتا ہے- جو اپنے اکتسابی نور سے نوع انسان کو امن و سکینت عطا کرتا ہے- اور اس ذریعہ سے وحدت، واتحادِ قومی اور یک جہتی کی خصوصیات کو برقرار رکھتا ہے-

سورہ نور کی آیت استخلاف (وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ...... الخ) میں اسی حسن ''ماہتاب'' کا ذکر ہے- اور قوم کے لئے یہ وعدہ اور انعام محدود مدت کے لئے نہیں بلکہ جب تک خدا تعالیٰ چاہے، ایک طویل مدت کے لئے ہے اور یہ سرچشمہ ہے اسی وحدت قومی کا بلکہ وحدتِ انسانیت کا، اور یہ محور ہے امن و سکینت اور خوشحال معاشرہ کا- یہ خوشخبری ہے قِيَامُ الصَّلٰوةِ اور اِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ کی Instiutions کے حسین چہرے کو نمایاں کرنے کا- مگر اس کا انحصار اس جذبہ اطاعت پر ہے جو دینِ حق کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے خلافت کے ساتھ گہرے تمسک اور دین کی تمکین کرنے سے ہے- یہ وہی نکتہ ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ: ''مَنْ اَطَاعَ اَمِيْرِىْ فَقَدْ اَطَاعَنِى وَ مَنْ عَصٰى اَمِيْرِىْ فَقَدْ عَصَانِىْ'' یعنی جس نے میرے قائم کردہ نظام میں میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی-

خدا کرے کہ اس مقدس نظام ''قدرت ثانیہ'' کی برکات قائم و دائم رہیں اور تمام اقوام عالم وحدت کے اس سرچشمہ کے ذریعہ امن و سلامتی پائیں- آمین

تحریک وقفِ زندگی کی اہمیت: ابوالانبیاء حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے اسوۂ مبارکہ سے وقف زندگی کی بنیاد پڑی جنہوں نے ایک اعلیٰ مقصد کے لئے اس پاک راہ کو اختیار کیا جس سے قومی حیات ملی- الٰہی تقدیر اور منشاء کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی وفادار بیوی اور معصوم بچے کو لے کر ایک لق و دق صحراء میں جا پہنچے- جہاں

ریت کے ذرّات، سراب کا منظر پیش کر رہے تھے- ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلی کھجور اس مقدس ماں اور بیٹے کو کب تک مکتفی تھی- جب کہ الٰہی فیصلہ تھا کہ وہ اس وادی غیر ذی زرع میں داعی الی الخیر بن کر آئے ہیں اور اللہ کا ذکر ان کے ذریعہ سے بلند ہو گا-

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی اس سوچ سے اور بھی نمایاں ہو کر ابھرتی ہے کہ ان کے لئے خوراک کا یہ مختصر سامان کتنے دن کام دے سکتا تھا- جوان بیوی اور معصوم بچہ جنہیں ایک سہارا کی بھی ضرورت تھی ان کا کون کفیل ہو گا؟ یہ سوچتے ہی اس مقدس وجود پر رقت طاری ہوگئی- آنکھوں میں آنسو بھر آئے- حضرت ہاجرہؑ نے دیکھا تو سمجھ گئیں کہ بات کچھ اور ہے- حضرت ابراہیمؑ واپس لوٹے تو کہنے لگیں کہ ہمیں کہاں چھوڑے جا رہے ہیں- کیا خدا کی مرضی سے یا اپنے ارادے سے حضرت ابراہیمؑ کی رقت کے باعث آواز تو نہ نکل سکی مگر آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا دئے یعنی خدا کے حکم سے ایسا کر رہا ہوں- اب بظاہر موت جس کے سامنے تھی- فوراً رک گئیں اور کہنے لگیں اگر یہ بات ہے تو پھر خدا ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا-

پھر اس مقدس وجود کے خواب پر بیٹے کے جذبہ اطاعت وقربانی کو دیکھئے اور یہ مقدس ماں باپ کے حسن تربیت کا نتیجہ تھا کہ باپ نے کہا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں تو فرمانبردار بیٹے نے کہا کہ اے میرے باپ جو آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ کریں میری گردن حاضر ہے-

مذکورہ اسوۂ انبیاء ہی اسوۂ ابرار ہے اور یہی دعوت الی الخیر کے لئے جذبہ وقفِ زندگی ہے- اور یہی تحریکِ وقفِ زندگی ہے- جو بھولی بسری مخلوق خدا کے لئے کبھی افریقہ کے صحراؤں اور کبھی تھر کے ریگ زاروں میں واقفین زندگی کو چاہتے ہیں- گذشتہ سو سال سے ایسی ہی قربانیاں کرنے والے نوجوانوں سے وقف کرنے کا مطالبہ ہو رہا ہے- اور نتیجتاً ماں باپ کے اکلوتے بچے بھی وقف کر کے میدان جہاد میں آ رہے ہیں- آج اسی غرض سے میٹرک تک تکمیل تعلیم کرنے والے نوجوانوں کو تحریک کی جا رہی ہے کہ وہ تحریک جدید اور وقفِ جدید کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں- اس سال ہر دو تحریکات کی سلیکشن ساتھ ساتھ ہو گی- اس لئے والدین حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؑ کے اسوۂ کے مطابق اور نوجوان اسمٰعیلؑ اسوۂ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے تئیں وقف کریں-

---

ایک افسوسناک حادثہ: گذشتہ ماہ ہمارے مربیان ایک دینی کام کے لئے لاہور جا رہے تھے کہ راستے میں ان کی گاڑی کو حادثہ پیش آیا- چنانچہ مورخہ ۲۵/اپریل کو اس حادثہ میں مکرم ملک محمد داؤد صاحب استاذ الجامعہ اور ڈرائیور مکرم عمران احمد صاحب موقع پر ہی وفات پا گئے- جب کہ مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب اور مکرم نصر اللہ خاں صاحب متخصص جامعہ شدید زخمی ہوئے- ادارہ اس المناک حادثہ میں وفات پانے والے دونوں احباب کے اہل وعیال اور پسماندگان سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے- اور زخمی احباب کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل شفا دے- آمین (ادارہ)

امام الکلام

''خدا تعالیٰ کی سنت''

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں:-

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا رہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے- جیسا کہ وہ فرماتا ہے- کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (ترجمہ: خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے .... ناقل) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے- لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے- اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں-

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا- اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے- پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے......

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے- سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے......''

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴-۳۰۵)

کلام الامام

اللہ تعالیٰ کا وعدہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... آیت استخلاف کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''...... یہ وعدہ امت سے اس وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ امت مومن اور عمل صالح کرنے والی رہے۔ جب وہ مومن اور عمل صالح کرنے والی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس وعدہ کو واپس لے لے گا۔ گویا نبوت اور خلافت میں یہ عظیم الشان فرق بتایا کہ نبوت تو اس وقت آتی ہے جب دنیا خرابی اور فساد سے بھر جاتی ہے۔ جیسے فرمایا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (روم) یعنی جب بر اور بحر میں فساد واقع ہو جاتا ہے۔ لوگ خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ الٰہی احکام سے اپنا منہ موڑ لیتے ہیں۔ ضلالت اور گمراہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور تاریکی زمین کے چپہ چپہ کا احاطہ کر لیتی ہے تو اس وقت لوگوں کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کسی نبی کو بھیجتا ہے جو پھر آسمان سے نورِ ایمان کو واپس لاتا اور ان کو سچے دین پر قائم کرتا ہے لیکن خلافت اس وقت آتی ہے جب قوم میں اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی ہوتی ہے اور خلیفہ لوگوں کو عقائد میں مضبوط کرنے کے لئے نہیں آتا بلکہ تنظیم کو مکمل کرنے کے لئے آتا ہے۔ گویا نبوت تو ایمان اور عمل صالح کے مٹ جانے پر آتی ہے۔ اور خلافت اس وقت آتی ہے۔ جب قریباً تمام کے تمام لوگ ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت اسی وقت شروع ہوتی ہے جب نبوت ختم ہوتی ہے کیونکہ نبوت کے ذریعہ ایمان اور عمل صالح قائم ہو چکا ہوتا ہے۔ اور چونکہ اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے جو ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی خلافت کی نعمت عطا فرما دیتا ہے۔ اور درمیانی زمانہ جب کہ نہ تو دنیا نیکوکاروں سے خالی ہو اور نہ بدی سے پُر ہو دونوں سے محروم رہتا ہے کیونکہ نہ تو بیماری شدید ہوتی ہے کہ نبی آئے اور نہ تندرستی کامل ہوتی ہے کہ ان سے کام لینے والا خلیفہ آئے۔

پس اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا فقدان کسی خلیفہ کے نقص کی وجہ سے نہیں بلکہ جماعت کے نقص کی وجہ سے ہوتا ہے اور خلافت کا مٹنا خلیفہ کے گنہگار ہونے کی دلیل نہیں بلکہ امت کے گنہگار ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ صریح وعدہ ہے کہ وہ اس وقت تک خلیفہ بناتا چلا جائے گا جب تک جماعت میں مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی اکثریت رہے گی ......''

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۷۵)

عربی منظوم کلام

وَاِنَّ اِمَامِیْ سَیِّدُ الرُّسُلِ اَحْمَدُ رَضِیْنَاهُ مَتْبُوْعًا وَّرَبِّیْ یَنْظُرُ

یقیناً میرا پیشوا تو رسولوں کا سردار احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہم نے اس کو متبوع کے طور پر پسند کرلیا ہے اور میرا رب دیکھ رہا ہے

وَلَا شَکَّ اَنَّ مُحَمَّدًا شَمْسُ الْھُدٰی اِلَیْهِ رَغِبْنَا مُؤْمِنِیْنَ فَنَشْکُرُ

بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے آفتاب ہیں ہم نے اس کی طرف مومن ہو کر رغبت کی پس ہم شکر کرتے ہیں

لَهُ دَرَجَاتٌ فَوْقَ کُلِّ مَدَارِجٍ لَهُ لَمَعَاتٌ لَا یَلِیْهَا تَصَوُّرُ

آپ کے درجات تمام درجات سے بلند تر ہیں۔ آپ کی ایسی تجلیات ہیں کہ وہ تصور میں بھی نہیں آسکتیں

اَبَعْدَ نَبِیِّ اللّٰهِ شَیْءٌ یُّرُوْقُنِیْ اَبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَجْهٌ مُّنَوَّرُ

کیا نبی اللہ کے بعد کوئی چیز مجھے اچھی لگ سکتی ہے کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور منور چہرہ بھی ہے؟

عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰهِ یَا مَرْجِعَ الْوَرٰی لِکُلِّ ظَلَامٍ نُوْرُ وَجْهِکَ نَیِّرُ

تجھ پر اللہ کا سلام ہے اے مرجع خلائق! ہر تاریکی کے لئے تیرے چہرے کا نور ایک آفتاب ہے۔

وَیَحْمَدُکَ اللّٰهُ الْوَحِیْدُ وَجُنْدُهٗ وَیُثْنِیْ عَلَیْکَ الصُّبْحُ اِذْ هُوَ یَجْشُرُ

اور خدائے یکتا تیری تعریف کرتا ہے اور اس کا لشکر بھی۔ نیز صبح بھی تیری تعریف کرتی ہے جب وہ طلوع ہوتی ہے

مَدَحْتُ اِمَامَ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّهٗ لَاَرْفَعُ مِنْ مَّدْحِیْ وَاَعْلٰی وَاَکْبَرُ

میں نے انبیاء کے امام کی مدح کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ میری مدح سے بالا اور اعلیٰ اور اکبر ہے

وَصَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا اَیُّهَا الْوَرٰی وَذَرُوْا لَهُ طُرُقَ التَّشَاجُرِ تُوْجَرُوْا

اور اے تمام لوگو! اس پر درود و سلام بھیجو اور اس کی خاطر جھگڑے کی راہیں چھوڑ دو کہ اجر پاؤ

(حمامۃ البشریٰ۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۳۳۱ تا ۳۳۲)

فارسی منظوم کلام

اندریں دیں آمدہ از مادریم　　　ہم بریں از دارِ دُنیا بگذریم

ہم ماں کے پیٹ سے اسی دین میں پیدا ہوئے اور اسی دین پر دنیا سے گذر جائیں گے۔

آں کتاب حق کہ قرآں نام اُوست　　　بادہ عرفانِ ما از جامِ اُوست

وہ سچی کتاب جس کا نام قرآن ہے۔ ہماری شراب معرفت اُسی جام کی ہے۔

آں رسولے کش محمدؐ ہست نام　　　دامنِ پاکش بدستِ ما مدام!

وہ رسولؐ جس کا نام محمدؐ ہے اس کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔

مہرِ اُو با شیر شد اندر بدن　　　جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

اُس کی محبت ماں کے دودھ کے ساتھ ہمارے بدن میں داخل ہوئی وہ جان بن گئی اور جان کے ساتھ ہی باہر نکلے گی

ہست اُو خیرالرسل خیرالانام　　　ہر نبوت را برو شد اختتام!

وہی خیرالرسل اور خیرالانام ہے اور ہر قسم کی نبوت کی تکمیل اس پر ہوگئی

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست　　　زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

جو بھی پانی ہے وہ ہم اسی سے لیکر پیتے ہیں۔ جو بھی سیراب ہے وہ اسی سے سیراب ہوا ہے

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود!　　　آں نہ از خود از ہماں جائے بود!

جو وحی والہام ہم پر نازل ہوتا ہے وہ ہماری طرف سے نہیں وہیں سے آتا ہے۔

ما ازو یابیم ہر نور و کمال!　　　وصلِ دلدارِ ازل بے اُو محال!

ہم ہر روشنی اور ہر کمال اُسی سے حاصل کرتے ہیں۔ محبوب ازلی کا وصل بغیر اس کے توسط کے ناممکن ہے۔

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۹۵)

تبرکات

خلافت کا نظام مذہب کے دائمی نظام کا حصہ ہے
اور خدا تعالیٰ کی ازلی تقدیر کا ایک زبردست کرشمہ

رقم فرمودہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب............

(نوٹ) حضرت صاحبزادہ صاحب کا ایک قیمتی مضمون افادہ احباب کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بطور اصول کے ارشاد فرماتا ہے کہ دنیا میں دو طرح کی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ایک وہ جن کا وجود محض عارضی اور وقتی حالات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور ان میں بنی نوع انسان کے کسی حصہ کے لئے کوئی حقیقی فائدہ مقصود نہیں ہوتا اور دوسری وہ جو نظامِ عالم کا حصہ ہوتی ہیں اور لوگوں کے لئے ان میں کوئی نہ کوئی فائدہ کا پہلو مقصود ہوتا ہے۔ مقدم الذکر چیزیں دنیا میں جھاگ کی طرح اٹھتی اور جھاگ کی طرح بیٹھ جاتی ہیں۔ مگر موخر الذکر چیزیں جم کر زندگی گزارتی ہیں اور انہیں دنیا میں قرار حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَايَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ (سورة: رعد) یعنی جھاگ کی قسم کی چیز تو آناً فاناً گزر کر ختم ہو جاتی ہے مگر نفع دینے والی چیز جم کر زندگی گزارتی ہے اور دنیا میں قرار حاصل کرتی ہے۔ اس اصل کے ماتحت ہم صحیفہ قدرت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ لطیف منظر نظر آتا ہے کہ جو چیز بھی دنیا کے لئے کسی نہ کسی جہت سے مفید ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے قائم رہنے کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ جانوروں اور حقیر سے حقیر جڑی بوٹیوں کی بقائے نسل کا انتظام بھی موجود ہے اور قدرت کا مخفی مگر زبردست ہاتھ انہیں مٹنے اور ناپید ہو جانے سے بچائے ہوئے ہے اور صحیفہ عالم کے زیادہ گہرے مطالعہ سے یہ بات بھی مخفی نہیں رہ سکتی کہ جتنی کوئی چیز بنی نوع انسان کے لئے زیادہ مفید ہوتی ہے اتنا ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت کا انتظام زیادہ پختہ اور زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ قرآن شریف کی حفاظت کا وعدہ بھی اسی اصل کے ماتحت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (سورة حج) یعنی چونکہ قرآنی الہام ایک ہمیشہ کی یادگار قرار دیا گیا ہے اور خدا کا یہ منشاء ہے کہ اب وہ قیامت تک لوگوں کے بیدار کرنے کا ذریعہ رہے۔ اس لئے خدا خود اس کا محافظ ہوگا اور ہمیشہ ایسے سامان پیدا کرتا رہے گا جو اسے ظاہری اور معنوی ہر دو لحاظ سے محفوظ رکھیں گے۔ گویا قرآنی حفاظت کی وجہ ذِکْر کے چھوٹے سے لفظ میں مرکوز کر دی گئی ہے۔

یہی حال نبوت کا ہے جب اللہ تعالیٰ دنیا کو کسی عظیم الشان فتنہ و فساد میں مبتلا دیکھ کر اس کی اصلاح کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ کسی شخص کو اپنی طرف سے رسول یا نبی بنا کر مبعوث کرتا ہے مگر نبی بہر حال ایک انسان ہوتا ہے اور لوازماتِ بشری کے ماتحت اس کی زندگی چند گنتی کے سالوں سے زیادہ وفا کیش کر سکتی ہے۔ اس صورت میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نبی کے مشن کو کامیاب بنانے اور انتہاء تک پہنچانے کے لئے اس کی وفات کے بعد بھی کوئی ایسا انتظام کرے جس کے ذریعہ نبی کا بویا ہوا بیج اپنے کمال کو پہنچ سکے اور وہ اصلاح جو اللہ تعالیٰ نبی کی بعثت سے پیدا کرنا چاہتا ہے دنیا میں قائم اور راسخ ہو جائے۔ یہ خدائی نظام جسے گویا نبوت کا تتمہ کہنا چاہئے خلافت کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ ہر عظیم الشان نبی کے بعد اس کے کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے خلفاء کا سلسلہ قائم فرماتا ہے اور یہ خلفاء بالعموم خود نبی یا مامور نہیں ہوتے مگر نبی کے تربیت یافتہ اور اس کے خداداد مشن کو سمجھنے والے اور اسے چلانے کی اہلیت رکھنے والے ہوتے ہیں اور گو وہ خدا کی وحی کے ساتھ کھڑے نہیں ہوتے مگر خدا تعالیٰ اپنی تقدیر خاص کے ماتحت ایسا تصرف فرماتا ہے کہ نبی کے گزر جانے کے بعد وہی لوگ مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہیں جنہیں خدا اس کام کے لئے پسند فرماتا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کی مخفی تاریں مومنوں کے قلوب پر متصرف ہو کر انہیں خود بخود خلافت کے اصل شخص کی طرف پھیر دیتی ہیں۔ اس لئے باوجود اس کے کہ ایک غیر مامور خلیفہ لوگوں کا منتخب شدہ ہوتا ہے۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے اور قرآن اس حقیقت کو صراحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ بظاہر یہ ایک متضاد سی بات نظر آتی ہے کہ ایسا شخص جو لوگوں کی کثرت رائے یا اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہو اس کے تقرر یا انتخاب کو خدا کی طرف منسوب کیا جائے مگر حق یہی ہے کہ باوجود ظاہری انتخاب کے ہر سچے خلیفہ کے انتخاب میں دراصل خدا کا مخفی ہاتھ کام کرتا ہے اور صرف وہی شخص خلیفہ بنتا ہے اور بن سکتا ہے جسے خدا کی ازلی تقدیر اس کام کے لئے پسند کرتی ہے اور اس کے سوا کسی کی مجال نہیں کہ مسندِ خلافت پر قدم رکھنے کی جرأت کر سکے۔ یہی گہری صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں مخفی ہے جو آپؐ نے وفات سے کچھ عرصہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق فرمایا۔ آپؐ فرماتے ہیں:۔

"اردتُ ان ارسل الی ابی بکر حتّٰی اکتب کتاباً فاعهد ان یتمنّی المتمنّون ویقول قائل انا اولیٰ ثمّ قلت یا بی الله ویدفع المومنون اوید فع الله ویابی المومنون۔

(بخاری کتاب الاحکام)

یعنی میں ابوبکرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر پھر میں نے خیال کیا کہ یہ خدا کا کام ہے خدا ابوبکرؓ کے سوا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بننے دے گا اور نہ ہی خدائی مشیت کے ماتحت مومنوں کی جماعت ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی ہو سکے گی۔''

اللہ! اللہ! اس چھوٹے سے فقرہ میں نظام خلافت کا کتنا وسیع مضمون ودیعت کر دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بے شک میرے بعد بظاہر مسلمانوں کی کثرت ابوبکر کو خلیفہ منتخب کرے گی مگر دراصل اس رائے کے پیچھے

خدائے قدیر کی ازلی تقدیر کام کر رہی ہوگی اور وہی ہوگا جو خدا کا منشاء ہوگا اور اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکے گا- چنانچہ ایسا ہی ہوا اور باوجود اس کے کہ اندرونی طور پر انصار نے اپنے میں سے کسی اور شخص کو کھڑا کرنا چاہا اور بیرونی طور پر عرب کے بدوی قبائل نے باغی ہو کر خلافت کے نظام کو ہی ملیا میٹ کر دینے کی تدبیر کی- مگر چونکہ ابو بکرؓ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ تھا اس لئے اس کے اتباع کی قلت اس کے مخالفین کی کثرت کو اس طرح کھا گئی جس طرح سمندر کا پانی اپنے اوپر کی جھاگ کو کھا جاتا ہے-

پھر جو الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمائے کہ:-

''خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اسے اتارنا چاہیں گے مگر تم اسے نہ اتارنا'' (ترمذی)

وہ بھی اسی قدیم سنتِ الٰہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دراصل خلیفہ خدا بناتا ہے اور انتخاب کرنے والے لوگ صرف ایک پردہ کا کام دیتے ہیں اور ایک آلہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے جسے خدا اپنی تقدیر کو جاری کرنے کے لئے اپنے ہاتھ میں لیتا ہے- ان الفاظ پر غور کرو کہ وہ کیسے پیارے اور کیسے دانائی سے معمور ہیں- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بنانے کے فعل کو خدا کی طرف منسوب فرماتے ہیں اور خلافت سے معزول کرنے کی کوشش کو لوگوں کی طرف نسبت دیتے ہیں- گویا جو صورت بظاہر نظر آتی ہے اس کے بالکل برعکس ارشاد فرماتے ہیں- خلافت کے انتخاب میں بظاہر نظر آنے والی صورت یہ ہے کہ لوگ خلیفہ کو منتخب کرتے ہیں اور خدا بظاہر لاتعلق ہوتا ہے لیکن باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد یہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ بناتا خدا ہے ہاں مفسد لوگ بعض اوقات خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کو معزول کرنے کی کوشش ضرور کیا کرتے ہیں- یہ وہ عظیم الشان نکتہ ہے جسے سمجھنے کے بعد کوئی شخص خدا کے فضل سے مسئلہ خلافت کے تعلق میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا- لیکن چونکہ دنیا کا ہر نظام وقتی ہے اور عموماً دوروں میں تقسیم شدہ ہوتا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہوشیار اور چوکس رکھنے کے لئے یہ انکشاف بھی فرما دیا کہ میرے بعد مستقل طور پر خلافتِ حقہ کا دور صرف تیس سال تک چلے گا جس کے بعد غاصب لوگ ملوکیت کا رنگ اختیار کر لیں گے اور اس کے بعد حسبِ حالات اور ضرورت زمانہ روحانی خلافت کے دور آتے رہیں گے- حتیٰ کہ بالآخر مسیح و مہدی کے نزول کے بعد پھر منہاج نبوت پر ظاہری خلافت کی صورت قائم ہو جائے گی- (مسند احمد جلد ۵ عن ابی عبدالرحمٰن سفینہ ومشکوٰۃ باب الانذار)

چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کا حصہ اور تتمہ ہے اور نبوت کی خدمت اور تکمیل کے لئے قائم کیا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق قرآن شریف کی آیت استخلاف میں ایسی علامات مقرر فرما دی ہیں جو سچی خلافت کو جھوٹی خلافت سے روز روشن کی طرح ممتاز کر دیتی ہیں- فرماتا ہے:-

''وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ

خَوْفِهِمْ اَمْنًا   يَعْبُدُوْنَنِیْ لَايُشْرِكُوْنَ بِیْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(سورۃ نور)

یعنی خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ عمل صالح بجالانے والے مومنوں میں سے ملک میں خلفاء مقرر کرے گا (یہ مطلب نہیں کہ جو مومن بھی عمل صالح کرنے والا ہو گا وہ ضرر خلیفہ بنے گا بلکہ اس میں اشارہ یہ ہے کہ جو خلیفہ ہو گا وہ ضرور مومن اور عمل صالح بجالانے والا ہو گا) یہ خلفاء اسی سنت کے مطابق مقرر کئے جائیں گے جس طرح پہلی امتوں میں مقرر کئے گئے اور خدا تعالیٰ اس دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند فرماتا ہے جو ان کے ذریعہ سے دنیا میں مضبوطی سے قائم فرمادے گا اور (چونکہ ہر تغیر کے وقت ایک خوف کی حالت پیدا ہوا کرتی ہے) اللہ تعالیٰ ان کی خوف کی حالت کو اپنے فضل سے امن میں بدل دے گا۔ یہ لوگ میرے سچے پرستار ہوں گے اور میرے سوا کسی معبود کے سامنے (خواہ وہ مخفی ہو یا ظاہر) گردن نہیں جھکائیں گے اور جو شخص ایسی نصرت و تائید کو دیکھتے ہوئے بھی اس نظامِ خلافت سے سرکشی اختیار کرے گا وہ یقیناً خدا کا مجرم اور فاسق سمجھا جائے گا۔

یہ آیت کریمہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صراحت کے ساتھ خلافت کے نظام سے متعلق قرار دیا ہے اپنے مختصر الفاظ میں ایک نہایت وسیع مضمون کو لئے ہوئے ہے اور اس نقشہ کی بہترین تصویر ہے جو کم وبیش ہر نئی خلافت کے قیام کے وقت دنیا کے سامنے آتا ہے۔ ہر نبی یا خلیفہ کی وفات ایک عظیم الشان زلزلہ کا رنگ رکھتی ہے اور ہر بعد میں آنے والا خلیفہ ایسے حالات میں مسندِ خلافت پر قدم رکھتا ہے کہ جب لوگوں کے دل سہمے ہوئے اور خوف زدہ ہوتے ہیں کہ اب کیا ہو گا مگر پھر لوگوں کو دیکھتے دیکھتے خدا اس آیتِ کریمہ کے وعدہ کے مطابق اپنی تقدیر کی مخفی تاروں کو کھینچنا شروع کرتا ہے اور خوف کے دنوں کو امن سے بدل کر آہستہ آہستہ جماعت کو کمزوری سے مضبوطی کی طرف یا مضبوط حالت سے مضبوط تر حالت کی طرف اٹھانا شروع کر دیتا ہے۔ اور یہ خلفاء اپنی دینی حالت اور دینی خدمت سے اس بات پر مہر لگا دیتے ہیں کہ خدا کی محبت اور خدا کی نصرت کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے اور یہ سلسلہ اپنی ظاہری صورت میں اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ خدا کے علم میں نبی کے لائے ہوئے دین کے استحکام اور اس کے مشن کی تکمیل اور مضبوطی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

جیسا کہ میں نے اوپر اشارہ کیا ہے کہ یہ خلافت کا نظام دراصل نبوت کا حصہ اور تتمہ ہے ہر عظیم الشان نبی کے زمانہ میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے کام کی تکمیل کے لئے حضرت یوشعؑ خلیفہ ہوئے ...... اور آنخضرت کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ اور چونکہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن سارے نبیوں سے زیادہ عظیم الشان اور زیادہ وسیع تھا اس لئے آپ کے بعد خلافت کا نظام بھی سب سے زیادہ نمایاں اور شاندار صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ جس کی تیز کرنیں آج تک دنیا کو خیرہ کر رہی ہیں۔ حق یہ ہے کہ اگر نبوت کے ساتھ خلافت کا نظام شامل نہ ہوتو نعوذ باللہ خدا پر ایک خطرناک الزام عائد ہوتا ہے کہ اس نے دنیا میں ایک اصلاح پیدا کرنی چاہی مگر پھر اس اصلاح کے لئے ایک فردِ

واحد کو چند سال زندگی دے کر وفات دے دی اور اس اصلاحی نظام کو اپنے ہاتھ سے ملیا میٹ کر دیا - گویا یہ ایک بلبلا تھا جو سمندر کی سطح پر ظاہر ہوا اور پھر ہمیشہ کے لئے مٹ کر پانی کی مہیب لہروں میں غائب ہو گیا - سبحان اللہ ما قدر وا اللہ حق قدرہ - ہمارا حکیم و علیم خدا تو وہ خدا ہے کہ جو ایک ادنیٰ سے ادنیٰ نفع دینے والی چیز کو بھی دنیا میں قائم رکھتا اور اس کے قیام کا سامان مہیا کرتا ہے چہ جائیکہ نبوت جیسے جوہر اور ایک مامور کی لائی ہوئی اصلاح کو ایک ہوا کے اڑتے ہوئے جھونکے کی طرح باغِ عالم میں لائے اور پھر لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اسے ان کی نظروں سے غائب کر دے اور اس کے روح پرور اثر اور حیات افزاء تاثیر کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی انتظام نہ فرمائے - یقیناً یہ منظر ایک کھیل سے زیادہ نہیں اور کھیل کھیلنا شیطان کا کام ہے خدا کا نہیں - خدا جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کام کی اہمیت اور وسعت کے مطابق حال اس کے لئے سامان بھی مہیا فرماتا ہے - اور اس کام کے دائیں اور بائیں اور اوپر اور نیچے کو ایسی آہنی سلاخوں سے مضبوط کر دیتا ہے کہ پھر جب تک اس کا منشاء نہ ہو کوئی چیز اسے اس جگہ سے ہلا نہیں سکتی - اسی لئے خدا کی یہ سنت ہے کہ خاص خاص انبیاء کے صرف بعد ہی ان کے مشن کی مضبوطی اور استحکام کے لئے خلافت کا نظام قائم نہیں فرماتا بلکہ ان کی بعثت سے پہلے بھی ان کے لئے راستہ صاف کرنے کی غرض سے بعض لوگوں کو بطور ارہاص یعنی آنے والی منزل کی علامت کے طور پر مبعوث کرتا ہے جو لوگوں کی توجہ کو آنے والے مصلح کے مشن کی طرف پھیرنا شروع کر دیتے ہیں - چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے حضرت یحیٰؑ بطور ارہاص مبعوث ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے متعدد لوگ جو حنفاء کہلاتے تھے توحید کے ابتدائی جھونکے بن کر ظاہر ہوئے اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے سید احمد صاحب بریلوی سوئے ہوئے لوگوں کی بیداری کا ذریعہ بن کر آئے - کیا ایسے حکیم و دانا خدا سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ نبی کی چند سالہ زندگی کے بعد اس کے لائے ہوئے مشن کو بغیر کسی انتظام کے چھوڑ سکتا ہے اور اس بڑھیا کی مثال بن جاتا ہے جو اپنے محنت سے کاتے ہوئے دھاگے کو اپنے ہاتھ سے تباہ و برباد کر دیتی ہے - میں پھر کہوں گا سبحان اللہ ما قدر وا اللہ حق قدرہ -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی چونکہ دنیا میں ایک عظیم الشان مشن لے کر مبعوث ہوئے تھے اور اپنے مقام کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ و بروزِ کامل تھے حتی کہ آپ نے ان کے مقام اور کام کے پیشِ نظر فرمایا یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ یعنی مسیح موعود میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا - یعنی آخرت میں اسے میری معیت حاصل ہوگی اور اسے میرے ساتھ رکھا جائے گا اس لئے ضروری تھا آپ کے خداداد مشن کی تکمیل کے لئے بھی آپ کے بعد خلافت کا نظام قائم ہو - چنانچہ آپ نے اپنی کتب اور ملفوظات میں متعدد جگہ اس نظام کی طرف اشارہ کیا ہے بلکہ آپ کے بہت سے الہامات میں بھی اس نظام کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر میں اس جگہ اختصار کے خیال سے صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں - اور یہ وہ عبارت ہے جو آپ نے اپنے زمانہ وفات کو قریب محسوس کر کے اپنے متبعین کے لئے بطور وصیت تحریر کی - آپؑ فرماتے ہیں :-

”خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا - کچھ میرے ہاتھ سے کچھ

میرے بعد- یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے.......... اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے.......... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدرت ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں- غرض وہ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے.......... خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے- پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے- اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے- تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا- یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے.......... ایسا ہی حضرت موسیٰ کے وقت میں ہوا- .... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا.......... سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے- اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی (یعنی میری وفات کے قریب مرنے کی خبر) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے- .... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے‘‘

(رسالہ الوصیت- روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۶)

یہ عبارت جس صراحت اور تعیین کے ساتھ نظام خلافت کی طرف اشارہ کر رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں- اور یہ عبارت بطور وصیت کے لکھی گئی جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے قرب وفات کی خبر پا کر اپنے بعد کے نظام کے بارے میں اپنی جماعت کو آخری نصیحت فرمائی اور ہر عقلمند غیر متعصب شخص آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے

مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:-

اول: خدا تعالیٰ انبیاء کے کام کی تکمیل کے لئے دو قسم کی قدرت ظاہر فرماتا ہے- ایک خود نبیوں کے زمانہ میں اور دوسری ان کی وفات کے بعد تاکہ ان کے مشن اور ان کی جماعت کو ایک لمبے عرصہ تک اپنی خاص نگرانی میں رکھ کر ترقی دے اور تکمیل تک پہنچائے-

دوم: دوسری قدرت خلافت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے وجود میں ظاہر ہوئی-

سوم: یہ خلافت کا نظام جو نبوت کے نظام کا حصہ اور اسی کا تتمہ ہے خدائی سنت کا رنگ رکھتا ہے اور ہر نبی کے زمانہ میں قائم ہوتا رہا ہے-

چہارم: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی اسی رنگ میں قدرتِ ثانیہ کا ظہور مقدر تھا کیونکہ جیسا کہ آپ خود خدا کی ایک مجسم قدرت تھے آپ کے بعد بعض اور وجودوں نے دوسری قدرت کا مظہر ہونا تھا اور ان کے وجودوں نے حضرت ابوبکرؓ کے رنگ میں ظاہر ہونا تھا-

پنجم: نبی کے بعد آنے والے خلفاء خواہ بظاہر صورت لوگوں کے انتخاب سے مقرر ہوں مگر دراصل ان کے تقرر میں خدا کا ہاتھ کام کرتا ہے اور درحقیقت خلیفہ خدا ہی بناتا ہے-

ششم: سورۃ نور کی آیتِ استخلاف نظامِ خلافت سے تعلق رکھتی ہے اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اسی آیت کے ماتحت تھی اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعد کی خلافت بھی اسی آیت کے ماتحت ہونی تھی-

یہ وہ چھ باتیں ہیں جو اوپر کے حوالہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتی ہیں- اور یہ استدلال ایسا واضح اور بیّن ہے کہ کوئی عقلمند غیر متعصب شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا- اور یہ حوالہ بھی جیسا کہ اس کے حالات اور سیاق وسباق اور الفاظ اور اسلوبِ بیان سے ظاہر ہے محکمات کا رنگ رکھتا ہے جس کے مقابلہ پر ان متشبہات کو پیش کرنا جو بعض مخصوص کاموں کے تعلق میں مخصوص حالات اور مخصوص ماحول میں انجمن کے بارے میں لکھی گئی ہیں ایک شرارت یا دیوانگی کے فعل سے زیادہ نہیں- اور اگر یہ دیوانگی نہیں تو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ خدا کا مقرر کردہ مسیح دیوانہ ہے کہ ایک طرف تو اپنے مشن کی تکمیل اور اپنی وفات کے بعد نظام کے متعلق خدائی سنت کے ماتحت دو قدرتوں کے ظہور کا ذکر کیا اور مثال دے کر بتایا کہ دوسری قدرت ابوبکر صدیقؓ کے رنگ میں ظاہر ہوا کرتی ہے اور پھر یہاں تک صراحت کی کہ ”میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے“ لیکن عین اس کے ساتھ ساتھ یہ پہلو بہ پہلوان سارے

ارشادات کو بھول کر اور بالائے طاق رکھ کر انجمن کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے چل دیئے - حالانکہ انجمن آپ کی زندگی میں ہی قائم ہو گئی تھی اور اس کی ''جانشینی'' جن معنوں میں بھی وہ تھی خود آپ کی موجودگی میں شروع ہو چکی تھی - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اس مجنونانہ تضاد کو منسوب کرنا اہل پیغام کو مبارک ہو- ہم خوش ہیں کہ ہمارا دامن اس دیوانگی کے داغ سے پاک ہے- کاش یہ لوگ صرف اس بات پر ہی غور کرتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں بھی اپنے خداداد مشن کی تکمیل اور سلسلہ اور جماعت کے کام کو سنبھالنے اور چلانے کا ذکر کیا ہے وہاں کسی جگہ انجمن کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف خلافت کا ذکر کیا ہے اور دو قدرتوں کے اصول کو بیان کر کے اور مثال دے کر واضح کیا ہے کہ اس کام کے لئے خدا نے ایسا ہی نظام مقرر فرمایا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں ظاہر ہوا اور یہ کہ یہ خدا کی ایک سنت ہے جو تمام نبیوں کے وقت میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور کبھی بدل نہیں سکتی اور اس کے مقابل پر انجمن کا ذکر صرف بعض ماتحت کاموں کے تعلق میں آیا ہے اور اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ واضح شرط اور حد بندی لگا دی ہے کہ اس انجمن کے لئے ضروری ہوگا کہ ''وہ حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ'' اپنا کام سرانجام دے (رسالہ الوصیت) یعنی خدا کے مقرر کردہ خلیفوں اور قدرت ثانیہ کے مظہروں کی نگرانی میں کام کرے......

اور پھر ہمارے قادر و متصرف خدا نے خلافت کے سوال کو صرف لفظی اور قومی تصریح تک ہی نہیں چھوڑا بلکہ اپنے زبردست فعل کے ساتھ اس پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت میں جو سب سے پہلا اجماع ہوا وہ خلافت ہی کے متعلق تھا اور یہ اجماع بھی خدا نے ان لوگوں کے ہاتھ سے کروایا جو اب خلافت کے منکر ہو کر انجمن کا راگ الاپ رہے ہیں- چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے جو اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری تھے انجمن کی طرف سے حسب ذیل اعلان شائع کیا:-

> ''حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان اقرباء حضرت مسیح موعود باجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی-''
> (الحکم ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

یہ وہ پہلا اجماع ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت میں ہوا جس میں صدر انجمن کے ممبر (ہاں وہی انجمن جو اب خلیفہ کی قائم مقام بتائی جاتی ہے) اور تمام حاضر الوقت جماعت کے افراد شریک اور متفق تھے- پس نہ صرف خدا کے قول نے بلکہ اس کے زبردست فعل نے بھی خلافت کے حق میں مہر تصدیق ثبت کی ہے- اور اب کون ہے جو اس مہر کو توڑ سکتا ہے؟

☆ ☆ ☆

خلافت

یہی نوعِ بشر کے واسطے تقدیرِ یزدانی
نبوت قدرتِ اول خلافت ''قدرتِ ثانی''

وہ لفظ مختصر لیکن یہ تفسیر و حواشی ہے
نبوت تخم ریزی ہے خلافت آبپاشی ہے

یہی عکس خداوندی ہے آئینۂ ہستی میں
یہ پیغام سکوں سازی ہے ہنگاموں کی بستی میں

اسی کشتی کو طوفانوں میں دستِ غیب کھیتا ہے
وساطت سے جماعت کی خدا خود ووٹ دیتا ہے

زفیضِ دل لہو کی ہر رگ و پے میں روانی ہے
خلافت ہی سے وابستہ نظام زندگانی ہے

اگر سینے میں دل قائم، لہو بھی، جوش و قوت بھی
خلافت ہے اگر زندہ، عمل بھی، ذوق و جدّت بھی

فروغِ محفل و ملّت، چراغ انجمن یہ ہے
مگر روحِ جماعت کے لئے مثل بدن یہ ہے

اگر اسلام ہم کرتے رہے آئیں کی پابندی
رہے گا تا ابد جاری یہ فیضان خداوندی

عبدالسلام اسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم بشارت

از: مکرم فرید احمد بھٹی صاحب

قرآن کریم نے دینِ حق کو تمام دینوں پر غالب کرنے کا سورۃ الصّف میں یوں ذکر فرمایا ہے:

''هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَه' بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَه' عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ۔'' (سورہ الصف: ۱۰)

وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ھدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

علماء و مفسّرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ غلبہ مسیح موعود کے ذریعہ ہوگا جب کہ سورۃ نور کی آیت استخلاف میں دین کی مضبوطی اور تمکنت کو نظام خلافت کی برکات قرار دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اور آئندہ زمانہ میں ایسی مبارک نظام کے ظہور کی خبر دی جس سے غلبہ دین ہوگا۔ فرمایا:

''فَقَالَ حُذَیْفَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّةُ فِیْکُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًا فَتَکُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّةً فَیَکُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُهَا اللّٰه تعالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَکَتَ۔ (مسند احمد بن حنبل الجزء الرابع صفحہ ۲۷۳)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اور اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت کے ساتھ آپ کے بعد خلافتِ راشدہ قائم ہوئی اور الٰہی منشاء کے مطابق غلبہ حق ہوا۔ اور اس نظام کی برکتیں پھیلیں۔ پھر اس بشارت کا ظہور دین کی نشاۃ ثانیہ کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ ہوا اور آپ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے اس دائمی نظام ''قدرتِ ثانیہ'' کو قائم رکھا۔ آپ نے اپنے

بعد بعض ایسے عظیم المرتبت وجودوں کی خوشخبری بھی عطا کی جن کے ذریعہ دین کو غیر معمولی ترقی اور غلبہ حاصل ہونا مقدر تھا۔

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہؑ کی وفات کے دوسرے دن ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو خدا تعالیٰ نے حضرت حکیم مولانا نورالدین ...... کو قدرتِ ثانیہ کے منصب پر کھڑا کیا۔ چنانچہ اس مظہرِ اول کے ذریعہ ان آسمانی برکات کا ظہور ہوا اور خدا کے فضل سے اب بھی یہ برکات جاری وساری ہیں ان برکات کا اجمالی ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد مختلف نازک دور آئے۔ اس عظیم نعمت کی شان وعظمت پر حملے ہوئے۔ طاغوتی طاقتوں نے نظامِ قدرت ثانیہ کو کمزور کرنا چاہا مگر یہ سب سازشیں دھری کی دھری رہ گئیں۔ خدا تعالیٰ نے نشاۃِ ثانیہ کے اس دور میں غلبہ دین کی وہ عظیم الشان بنیادیں رکھ دیں جس سے اکنافِ عالم میں غلبہ کے آثار نظر آنے لگے۔ دنیا بھر میں اشاعتِ قرآن اور ایم ٹی اے کے ذریعہ دن رات توحید کا درس دیا جا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ دنیا کے ۱۷۴ ممالک تک پھیل چکی ہے اور صلیبی مذہب دم توڑ رہا ہے۔ قرآن کریم کے تراجم دنیا کی اہم زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ احمدیت زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ کینیڈا کے جشن صد سالہ کے موقعہ پر وہاں کے ایک وزیر نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اقرار کیا:

> ''یہ وہ شخص ہے جس نے آج سے ایک سو سال پہلے اعلان کیا تھا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ آج میں یہ گواہی دیتا ہوں یہ شخص سچا ہے'' (بحوالہ صد سالہ تاریخ احمدیت)

(۲) پھر خوف کو امن میں بدلنے کا ظہور اس وقت ہوا جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے وفات پائی تو اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا۔ پھر ۱۹۱۴ء کا دور آیا اور قدرتِ ثانیہ کے نظام کی مخالفت کی گئی۔ مگر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ...... کو اللہ تعالیٰ نے دوسری قدرت کا مظہر بنایا۔ آپ کے ۵۲ سالہ دورِ امامت میں ۱۹۳۴ء اور ۱۹۵۳ء کی شدید مخالفت جماعت احمدیہ کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ پھر قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں ۱۹۷۴ء میں سیاسی اور مذہبی عناد جو پورے عروج پر تھا بہت جلد اپنے ''انجام'' کو پہنچ گیا۔ قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دور کی ابتداء ہی تھی کہ ۱۹۸۴ء میں جماعت احمدیہ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا یہاں تک کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہجرت کرنا پڑی۔ مگر ہمیشہ خوف کی حالت امن وسلامتی سے بدلتی گئی اور جماعت احمدیہ کا قدم ترقی کی طرف بڑھتا رہا۔

(۳) خلافت کی برکت سے تثلیث اور دیگر مصنوعی خداؤں کے پجاری آج خدائے واحد کے پرستار بن کر توحید کے جھنڈے تلے جمع ہو رہے ہیں۔ جس کے نظارے ملک ملک میں جلسہ سالانہ سے نظر آ رہے ہیں۔

(۴) پھر تعلیم کتاب وحکمت ہے آج قرآن کریم کا ترجمہ دنیا کی ہر اہم زبان میں ہو چکا ہے۔ اور ایم ٹی اے قرآن کریم کے معارف دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ بچے اور جوان، انصار اور خواتین قرآن سیکھ رہے ہیں اور یہ دائرہ وسعت اختیار کر رہا ہے۔

صدق سے بھری ہوئی روحیں

رفقائے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کا صدق و وفا

اخلاص و محبت اور اطاعت میں سرشار وجود

(۳)

از قلم: نصر اللہ خاں ناصر (ایڈیٹر)

○ حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی......

حضرت صوفی احمد جان صاحب کی حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے عقیدت و محبت بہت ابتدائی زمانہ سے تھی۔ ان کی نگاہ اخلاص نے حضرت اقدسؑ کی صداقت کو شناخت کیا اور اس کا برملا اظہار کر کے آپ کے مصدّق ٹھہرے۔

حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی...... کا حسنِ عقیدت: حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کو جب پہلی مرتبہ براہین احمدیہ کی زیارت نصیب ہوئی تو وہ اپنی دور بین نگاہ سے حضور کا مقام اور عالی مرتبہ فوراً بھانپ گئے اور ہزار جان سے فریفتہ ہو کر پکار اٹھے۔

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ   تم مسیحا بنو خدا کے لئے

حضرت صوفی صاحب نے ''اشتہار واجب الاظہار'' کے نام سے نہایت والہانہ الفاظ میں مفصّل ریویو شائع کیا اور بڑے پُرشوکت انداز میں اپنے تاثرات سپرد قلم کئے۔ اگرچہ آپ سلسلہ بیعت سے قبل وفات پا گئے تھے مگر حضرت اقدسؑ نے آپ کا ذکر اپنے عقیدتمندوں کی فہرست مندرجہ ازالہ اوہام میں درج فرمایا:

کتاب براہین احمدیہ کی تاثیرات: حضرت صوفی احمد جان...... نے براہین احمدیہ کی تاثیرات کا یوں ذکر فرمایا:

''یہ کتاب (دینِ حق) اور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی حقانیت کو تین سو مضبوط دلائل عقلی و نقلی سے ثابت کرتی ہے۔ اس چودھویں صدی کے زمانہ میں کہ ہر ایک مذہب و ملت میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہے......ایک ایسی کتاب اور ایک ایسے مجدد کی بے شک ضرورت تھی جیسی کہ براہین احمدیہ اس کے مولف جناب مخدومنا مولانا مرزا غلام احمد دام فیوضہ ہیں جو ہر طرح سے دعویٰ......کو مخالفین پہ ثابت کرنے کے لئے موجود ہیں۔ جناب موصوف عامی علماء اور فقراء میں سے نہیں بلکہ خاص اس کام پر منجانب اللہ مامور اور ملہم اور مخاطب الٰہی ہیں......''

''مصنف صاحب اس چودہری صدی کے مجدد اور مجتہد اور محدث اور کامل مکمل افراد امت میں سے ہیں......''

(تاثرات قادیان صفحہ ۶۴ تا ۶۸)

ازالہ اوہام میں آپ کا ذکر: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب ''ازالہ اوہام'' تصنیف فرمائی تو اپنے بعض خاص مخلصین کا نہایت محبت بھرے انداز سے ذکر خیر فرمایا۔ چنانچہ آپ نے حضرت صوفی احمد جان صاحب کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

''حبی فی اللہ منشی احمد جان صاحب مرحوم: اس وقت ایک نہایت غم سے بھرے دل کے ساتھ یہ پُر درد قصہ مجھے لکھنا پڑا کہ اب یہ ہمارا پیارا دوست اس عالم میں موجود نہیں ہے اور خداوند کریم و رحیم نے بہشت بریں کی طرف بلا لیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون وانا بفراقہ لمحزونون۔ حاجی صاحب مغفور مرحوم ایک جماعت کثیر کے پیشوا تھے اور ان کے مریدوں میں آثارِ رشد و سعادت و اتباع سنت نمایاں ہیں۔ اگرچہ حضرت موصوف اس عاجز کے شروع سلسلہ بیعت سے پہلے ہی وفات پا چکے لیکن یہ امر ان کے خوارق میں سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے بیت اللہ کے قصد سے چند روز پہلے اس عاجز کو ایک خط ایسے انکسار سے لکھا جس میں انہوں نے درحقیقت اپنے تئیں اپنے دل میں سلسلہ بیعت میں داخل کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اس میں سیرۃ صالحین پر اپنا توبہ کا اظہار کیا اور اپنی مغفرت کے لئے دعا چاہی اور لکھا کہ میں آپ کی للٰہی ربط کے زیر سایہ اپنے تئیں سمجھتا ہوں اور پھر لکھا کہ میری زندگی کا نہایت عمدہ حصہ یہی ہے کہ میں آپ کی جماعت میں داخل ہو گیا ہوں۔ اور پھر کسرِ نفسی کے طور پر اپنے گذشتہ ایام کا شکوہ لکھا اور بہت سے رقت آمیز ایسے کلمات لکھے جن سے رونا آتا تھا۔ اس دوست کا وہ آخری خط جو ایک دردناک بیان سے بھرا ہے اب تک موجود ہے مگر افسوس کہ حج بیت اللہ سے واپس آتے وقت پھر اس مخدوم پر بیماری کا ایسا غلبہ طاری ہوا کہ اس دور افتادہ کو ملاقات کا اتفاق نہ ہوا بلکہ چند روز کے بعد ہی وفات کی خبر سنی گئی اور خبر سنتے ہی ایک جماعت کے ساتھ قادیان میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔''

حضرت پیر افتخار احمد صاحب ...... بیان فرماتے ہیں:

''حاجی صاحب مرحوم اظہارِ حق میں بہادر آدمی تھے۔ بعض نافہم لوگوں نے حاجی صاحب موصوف کو اس عاجز کے ساتھ تعلق ارادت رکھنے سے منع کیا کہ اس میں آپ کی کسرِ شان ہے لیکن انہوں نے فرمایا کہ مجھے کسی شان کی پروا نہیں اور نہ مریدوں کی ......'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۲۸-۵۲۹)

''براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد اگر آپ کے پاس کوئی مرید ہونے کو آتا تو آپ فرماتے ''سورج نکل آیا ہے اب تاروں کی ضرورت نہیں جاؤ حضرت صاحب کی بیعت کرو۔'' (انعامات خداوند کریم مولفہ پیر افتخار احمد صاحب صفحہ ۷)

حضرت اقدس کا ایک خط۔ حضرت صوفی احمد جان ...... کا صدق و اخلاص: حضرت اقدس نے حضرت مولوی نور الدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) کو ایک خط لکھا جس میں حضرت صوفی احمد جان صاحب ...... کے بارے میں لکھا۔

''اب میں تھوڑا سا باقی حال منشی احمد جان صاحب کا سناتا ہوں۔ منشی صاحب اصل میں متوطن دہلی کے تھے۔ شاید ایام

مفسدہ ۱۸۵۷ء میں لودہانہ آکر آباد ہوئے۔ کئی دفعہ میری ان سے ملاقات ہوئی نہایت بزرگوار خوبصورت، خوب سیرت، صاف باطن، متقی، باخدا اور متوکل آدمی تھے۔ مجھ سے کسی قدر دوستی اور محبت کرتے تھے کہ اکثر ان کے مریدوں نے اشارتاً اور صراحتاً بھی سمجھایا کہ آپ کی اس میں کسر شان ہے مگر انہوں نے ان کو صاف جواب دیا کہ مجھے کسی شان سے غرض نہیں اور نہ مجھے مریدوں سے کچھ غرض ہے۔ اس پر بعض نالائق خلیفے ان سے منحرف بھی ہو گئے مگر انہوں نے جس اخلاص اور محبت پر قدم مارا تھا اخیر تک نبھایا اور اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کی۔ جب تک زندہ رہے خدمت کرتے رہے اور دوسرے تیسرے مہینے کسی قدر روپے اپنے رزق خداداد سے مجھے بھیجتے رہے اور میرے نام کی اشاعت کے لئے بدل و جان ساعی رہے اور پھر حج کی تیاری کی اور جب کہ انہوں نے اپنے ذمہ مقرر کر رکھا تھا جاتے وقت پچیس روپے بھیجے اور ایک لمبا اور دردناک خط لکھا جس کے پڑھنے سے رونا آتا تھا۔ اور حج سے آتے وقت راہ میں ہی بیمار ہو گئے اور گھر آتے ہی فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منشی صاحب علاوہ اپنی ظاہری علمیت و خوش تقریری و وجاہت کے جو خداداد انہیں حاصل تھیں مومن صادق اور صالح آدمی تھے جو دنیا میں کم پائے جاتے ہیں۔'' (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲ صفحہ ۵۲ تا ۵۴)

آپ کے بیٹے پیر افتخار احمد صاحب بیان فرماتے ہیں:

''میرے والد صاحب کو حضرت صاحب کی اطلاع اس وقت ہوئی جب کہ براہین احمدیہ کے تین حصے شائع ہوئے تھے انہوں نے جب ان تین حصوں کو پڑھا اس وقت حضرت اقدس کی عقیدت و ارادت آپ کے دل میں مستحکم ہو گئی تھی اس کے بعد براہین احمدیہ حصہ چہارم شائع ہوئی۔ والد صاحب کی ارادت سے آپ کے اہل و عیال مریدین بھی زمرہ معتقدین میں داخل ہو گئے۔ اس وقت حضرت اقدس مسیح موعود کا مجدد ہونے کا دعویٰ تھا۔ میرے والد صاحب نے حضرت صاحب کے اس دعویٰ کو قبول کر کے اپنے دوستوں، واقف کاروں اور ناواقفوں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ اشاعت شروع کی اور ایک طویل اشتہار بھی چھاپا'' (روزنامہ الفضل ۱۵ ستمبر ۲۰۰۱ء)

○ **حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی** ...... : حضرت اقدسؑ نے اپنے اسی مصدق حضرت صوفی احمد جان لدھیانوی ...... کے متقی اور متوکل بیٹے حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب ...... کے اخلاص کا ذکر یوں فرمایا ہے:

''...... حاجی صاحب مرحوم کا صاحبزادہ کلاں حاجی افتخار احمد صاحب آپ کے قدم پر اس عاجز سے کمال درجہ کا اخلاص رکھتے ہیں اور آثار رشد و اصلاح و تقویٰ ان کے چہرے پر ظاہر ہیں خدا تعالیٰ ان کو ظاہری اور باطنی برکتوں سے متمتع کرے۔'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۲۹)

حضرت صاحبزادہ صاحب میں یہ روحانی تغیر بھی اس مسیحا نفس کا پیدا کردہ تھا جس کی مسیحائی نے روحانی احیاء سے انسانیت میں ایک عظیم انقلاب پیدا کیا۔

بلا تبصرہ

شذرات

مرتبہ: مکرم ریاض محمود صاحب باجوہ

نظامِ خلافت کی اہمیت

ارشادِ خداوندی ہے ''وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا مِنکُم...... الخ'' (سورہ نور:۵۶) کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین میں اس طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے لوگوں کو خلیفہ کے مقام سے سرفراز فرمایا تھا۔ نظامِ خلافت الٰہی وعدہ ہے اور آسمانی نظام ہے۔ کسی اور کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہو سکتا اور نہ کسی کے بس کی یہ بات ہے کہ وہ اسے قائم کر سکے یا اسے چلا سکے۔

نظام خلافت کی اہمیت سے متعلق بعض حوالہ جات بلاتبصرہ پیش خدمت ہیں۔

علامہ الشیخ الطنطاوی الجوہری اپنی کتاب ''القران والعلوم العصریہ'' صفحہ ۲۱ پر آیت استخلاف کو درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ ذَکَرْنَا ھَامَرَّۃً اُخْرٰی فِی الْکِتَابِ وَاَعَدْنَاھَا ھٰھُنَا بَعْدَ اَنْ بَیَّنَّا طَرِیْقَ الْاِتِّحَادِ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ تِلْکَ الطَّرِیْقَ الَّتِیْ ھَدَانَا اللّٰہُ لِاِسْتِخْرَاجِھَا مِنَ الْکِتَابِ الْعَزِیْزِ لَاسَبِیْلَ اِلٰی اِسْعَادِ الْمُسْلِمِیْنَ بِغَیْرِ ھَاوَلَاسَبِیْلَ لِاِرَاحَتِھِمْ وَتَمْکِیْنِھِمْ فِی الْاَرْضِ وَاسْتِخْلَافِھِمْ فِیْھَا وَتَبْدِیْلِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا اِلَّا بِھٰذِہِ السَّبِیْلِ وَحْدَھَا (الخلافۃ)

یعنی اس آیت کو ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دُہرایا ہے کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اس کے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا اور کوئی طریق نہیں۔ نہ ہی انہیں زمین میں خوشحالی اور طاقت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی حکومت میسر آ سکتی ہے اور نہ ہی ان کا خوف امن سے تبدیل ہو سکتا ہے مگر صرف اور صرف اس (خلافت) کے ذریعہ۔'' (الفرقان مئی، جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۲۵)

حضرت سید محمد اسماعیل صاحب شہید اپنی تصنیف ''منصب امامت'' (جو کہ فارسی زبان میں ہے اور گیلانی پریس لاہور نے اس کا ۱۹۴۹ء میں اردو ترجمہ شائع کیا تھا) میں مسئلہ خلافت کی اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں۔

''خلافتِ راشدہ کے ظہور کے لئے دعائیں کی جائیں: نزولِ نعمتِ الٰہی یعنی ظہورِ خلافت راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہیے اور اسے مجیب الدعوات سے طلب کرتے رہنا چاہیے اور اپنی دعا کی قبولیت کی امید رکھنا اور خلیفہ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمت صرف کرنا چاہیے شاید کہ یہ نعمت کاملہ اسی زمانہ میں ظہور فرما وے اور خلافت راشدہ اسی وقت

ہی جلوہ گر ہو جائے...... جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سر بلند ہوتی ہے اور ائمہ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانہ کا خلیفہ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ خلافتِ راشدہ کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہو گی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس۔ بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافتِ راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہو گی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافتِ راشدہ کبھی عود ہی نہیں کر سکتی بلکہ ایک دوسری حدیث خلافتِ راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے...... امامتِ تامہ کو خلافتِ راشدہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور خلافتِ رحمت بھی کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ جب امامت کا چراغ شیشہ خلافت میں جلوہ گر ہوا تو نعمتِ ربانی بنی نوع انسان کی پرورش کے لئے کامل تک پہنچی اور کامل روحانی اسی رحمت ربانی کے کمال کے ساتھ نورٌ علیٰ نورِ آفتاب کی مانند چمکا۔'' (منصب امامت بحوالہ الفرقان مئی، جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۹-۱۰)

جناب ابو یاسر فاروقی صاحب نے اس ضمن میں یہ تحریر کیا ہے:

''قیام پاکستان سے لے کر آج تک اسلامی اصولوں کے مطابق وطنِ عزیز میں خلیفہ کا انتخاب نہیں ہو سکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ اللہ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا نائب ہوتا ہے جو احکام خداوندی کا خود بھی پابند ہوتا ہے اور عامۃ الناس پر یہ احکام نافذ کر کے عمل کرانے کا پابند بھی ہوتا ہے۔'' (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۵ جولائی ۱۹۹۰ء صفحہ ۴)

جناب پروفیسر خالد محمود ترمذی صاحب بھی خلافت کی ضرورت اور اصلاحِ احوال میں اس کے بنیادی کردار کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''آخر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ انسانی عقل جو مخلوق ہے بغیر اپنے خالق کی راہنمائی اور ہدایت کے اپنے جیسے انسانوں کی راہنمائی نہیں کر سکتی۔ خالق حقیقی نے اپنے بندوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے انبیاء بھیجے انہوں نے ہمیں صحیح راستہ دکھایا...... میرا ایمان ہے...... ایک وقت آئے گا کہ جمہوریت کا بھوت لوگوں کے سر سے اُتر جائے گا اور لوگ صرف اسلام اسلام پکاریں گے۔ خلافت دوبارہ جمہوریت کی جگہ لے لے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔'' (روزنامہ جنگ لاہور ۳۱ جولائی ۱۹۹۰ء صفحہ ۳)

تعزیت و دعا: ہمارے ایک مخلص دوست مکرم منصور احمد مبشر صاحب (ابن محترم چوہدری مظفر الدین بنگالی صاحب سابق مربی یو ایس اے و ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز) کی صاحبزادی عزیزہ عائشہ احمد طالبہ حفظ القرآن کلاس بعمر ۱۲ سال Aplastic Aneema کے عارضہ سے مورخہ ۱۶ مارچ ۲۰۰۲ء کو وفات پا گئیں۔ قبل ازیں موصوف کا بیٹا منظور احمد عامر صاحب معلم وقفِ جدید بھی ہارٹ اٹیک کے باعث وفات پا گئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ادارہ اپنے اس مخلص دوست کے ان صدمات پر موصوف و جملہ اہلِ خانہ اور لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

گلاسگو (سکاٹ لینڈ) میں احمدیت

بعض تاریخ ساز واقعات کے حوالہ سے

از: مکرم منور احمد صاحب (ابن چوہدری علی محمد صاحب بی-اے-بی-ٹی مرحوم)

یہ برسوں پہلے کی بات ہے کہ گلاسگو (سکاٹ لینڈ) کا نام میں نے پہلی بار اس وقت سنا تھا جب میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا- ہماری جغرافیہ کی کتاب میں اس شہر کے تعارف کے طور پر بس اتنا ہی لکھا تھا کہ دنیا میں بحری جہاز کا سب سے مشہور کارخانہ شہر گلاسگو میں ہے- اس وقت جب یہ سرسری سا تعارف میں نے اپنی کاپی میں نوٹ کیا تو میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ کسی دن سکاٹ لینڈ کا یہ دور افتادہ شہر میرا مسکن بنے گا- پھر حالات نے کچھ اس طرح کروٹ لی اور زمانہ نے کچھ اس طرح پینترا بدلا کہ میرے بڑے بھائی چوہدری منصور احمد صاحب بی ٹی جو ان دنوں مرکزی پلاننگ کمیشن حکومت پاکستان کراچی میں ملازم ہوا کرتے تھے پاکستان سے گلاسگو آ گئے-

ایشین لوگوں کی نقل مکانی: غالباً ۵۵-۵۴ء کی بات ہے- یہ وہ ایام تھے جب گلاسگو میں ایشین نژاد لوگوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی- یہ چند لوگ جو زیادہ تر دوسری جنگِ عظیم کے بعد واپس برصغیر جانے کی بجائے یہاں پر ہی مقیم ہو گئے تھے- کچھ تو یہاں کی فیکٹریوں کی تپش اور دھوئیں میں اپنی صحت اور جوانی کی قربانی دیتے رہے اور کچھ لوگ جو قدرے تاجرانہ ذہن رکھتے تھے انہوں نے یہاں "door to door" کا بزنس اختیار کر لیا- جس کا مطلب یہ تھا کہ کسی پرانے سوٹ کیس میں کچھ جرابیں، بنیانیں، شرٹس، ٹائیوں اور کچھ بچوں اور لیڈیز کے ملبوسات رکھ کر سکاٹ لینڈ کے مختلف دیہات کی طرف نکل جاتے اور گھر گھر کا دروازہ کھٹکا کر اپنی اشیاء کو فروخت کرنے کی کوشش کرتے- اگر تو کسی خاتونِ خانہ کو ان کی تھکی ماندہ صورت دیکھ کر ترس آ جاتا تو وہ ان سے ایک آدھ چیز خرید لیتی- وگرنہ دروازہ پر ''کالا چہرہ'' دیکھ کر میم صاحبہ دروازہ بند کر دیتی-

سکاٹ لینڈ میں آمد: انگلستان پہنچنے کے لئے ان دنوں نہ امیگریشن کے سخت قوانین ہوا کرتے تھے نہ ہی پابندیاں تھیں- بس اپنا پاسپورٹ ہونا ضروری تھا- اس کے علاوہ کرایہ کی رقم اگر آپ کے پاس ہے تو آپ انگلستان آ سکتے تھے- وقت کی یہی آسانی میرے بھی کام آئی- میں ۶ جون ۱۹۶۱ء کو ربوہ کو خیر باد کہہ کر انگلستان روانہ ہوا اور ۱۴ جون ۶۱ء کو گلاسگو پہنچ گیا- گلاسگو ایئر پورٹ پر اتر کر- میں اس ٹیکسی ڈرائیور کو آج تک نہیں بھولا جو مجھے اپنی ٹیکسی پر بٹھا کر گلاسگو کے محلّہ ''پولک شیلڈ'' میں واقع بھائی کے فلیٹ 56, Glenapp St. پر واقع تیسری منزل پر پہنچا آیا- اور میرا بھاری سوٹ کیس بھی اسی ٹیکسی ڈرائیور نے اٹھایا اور فلیٹ کی گھنٹی بجانے پر جب بھائی صاحب نے دروازہ کھولا تو یہ کہتے ہوئے رخصت ہوا کہ Here

is your brother Mr. Ahmad یہ ذکر میں نے صرف اس لئے کیا ہے کہ ان دنوں یہاں پر کالے گورے کا فرق یا کسی قسم کا کوئی تعصب نہیں تھا۔ لوگ بہت اچھے ملنسار ہمدرد اور خلیق تھے۔

چند دن بعد میں برٹش ریلوے میں جا کر Job کے لئے انٹرویو دے آیا۔ اور اگلے ہی دن Job مل بھی گئی۔ جس پر ۶۳ء تک ہی ٹکا رہا۔ اس وقت تک میں صرف چند احمدیوں کو مل سکا تھا۔ ایک تو میرے بڑے بھائی چوہدری منصور احمد صاحب تھے۔ دوسرے سید یوسف احمد صاحب جو بہار کے ایک معزز اور تعلیم یافتہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ پھر میرے خالہ زاد بھائی مسعود احمد خان تھے یا رشید احمد خان اور ان کے چھوٹے بھائی شفیق احمد خان تھے۔ انہیں دنوں ہماری خالہ زاد بہن جو کہ حسن محمد خان صاحب عارف حال ٹورنٹو (کینیڈا) اور مسعود احمد خان کی ہمشیرہ تھیں بغرض علاج گلاسگو میں آئیں۔ گردن کا اپریشن تھا مگر اپریشن کی ناکامی کے باعث وفات پا گئیں۔ مرحومہ سرزمین سکاٹ لینڈ کی پہلی احمدی خاتون تھیں جنہیں گلاسگو کے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا گیا۔

سکاٹ لینڈ کا تعارف: گلاسگو کا شہر اگرچہ سکاٹ لینڈ کا Capital تو نہیں ہے مگر اپنی تجارتی، صنعتی، سیاسی اور سماجی اہمیت کے لحاظ سے پورے انگلستان میں لندن اور برمنگھم کے بعد تیسرا بڑا شہر ہے ۱۰ لاکھ آبادی کا یہ شہر کسی وقت اپنی جہاز سازی کی صنعت کے باعث پوری دنیا میں ممتاز تھا۔ سترھویں صدی کے صنعتی انقلاب کے باعث جہاں انگلستان نے سائنس اور مشینی دور میں قدم بڑھا کر تیزی سے ترقی کی گلاسگو شہر نے بھی ہر لحاظ سے دوسروں کے شانہ بشانہ ترقی حاصل کی اور آج گلاسگو شہر کا شمار یورپ کے بہترین شہروں میں ہوتا ہے۔

سکاٹ لینڈ کا دوسرا بڑا اور مشہور شہر ایڈنبرا ہے جو یہاں کا Capital ہے۔ یہ شہر سکاٹ لینڈ کے بادشاہوں کا مسکن تھا جو اپنی قدرتی خوبصورتی کے باعث دنیا بھر کے سیاحوں کی دلچسپی کا موجب ہے۔ ایڈنبرا کی Princess Street کو یورپ کی خوبصورت ترین Street کہا گیا ہے۔ جو کہ ایک طرف بڑے بڑے سٹورز اور صاف ستھری دوکانوں اور دوسری طرف پہاڑی قلعہ کے نیچے خوبصورت وادی کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ یہ دونوں شہر اپنے تعلیمی اداروں خصوصاً میڈیکل سائنس میں بھی بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ گلاسکو میں ۱۴۹۱ء میں پہلی یونیورسٹی قائم ہوئی تھی اور ساری دنیا سے طالب علم یہاں آ کر اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرتے رہے ہیں۔

مذہبی لحاظ سے یہاں کے لوگ عیسائیت سے وابستہ ہیں اور اتوار کی صبح یہاں کے چرچوں میں عبادت کے لئے گھنٹیاں سنائی دیتی ہیں مگر دیگر مذاہب کو اپنے عقائد اور روایات کے مطابق اپنی عبادت اور تبلیغ کی مکمل آزادی ہے۔ خصوصاً گلاسگو شہر میں تو اب مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار سے بھی زائد ہو چکی ہے۔ اور ان کی ۲۰ سے زائد مساجد ہیں اور ایک بڑی جامع مسجد بھی ہے جہاں پر مسلمان اپنی تقاریب، جلسے، شادیاں اور مشاعروں کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔ یہاں کی سیاسی زندگی میں بھی مسلمان بڑے شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ بلکہ برٹش پارلیمنٹ کے پہلے مسلمان ممبر چوہدری محمد سرور صاحب بھی

گلاسگو میں ہی رہتے ہیں- گلاسکو شہر کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ یہاں شہر کے درمیان میں سے ایک دریا بہتا ہے جس کو Clyde River کہتے ہیں- اور صرف ایک میل کے اندر چار پل ہیں- جن پر ٹریفک رواں دواں رہتی ہے- لندن کے بعد گلاسکو ایسا شہر ہے جہاں under ground ٹرین چلتی ہے- جس کی وجہ سے گلاسگو کا سنٹرل علاقہ بیرونی علاقہ جات سے بھی منسلک ہے- اور شہر آنے کے لئے ۱۵ یا بیس منٹ کا عرصہ درکار ہوتا ہے- موٹروے شہر کے اوپر سے گذرتا ہے-

احمدی احباب سے رابطے -- پہلی عید: جن دنوں میں یہاں آیا تھا انہیں دنوں میں اخبار الفضل کے مصلح موعود نمبر میں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... کی ایک بڑی سی تصویر لے کر فریم کروانے کی نیت سے یہاں کے ایک بڑے سٹور Boots میں چلا گیا- جب تصویر کو فریم کروا کر میں واپس لوٹا- تو ایک پاکستانی نوجوان نے مسکرا کر مجھے سلام کیا اور میرے ہاتھوں میں تھمی تصویر دیکھنے کی خواہش کی- میں نے بڑی خوشی سے تصویر ان کو دے دی- پھر انہوں نے شکریہ کے ساتھ تصویر کو مجھے واپس کرتے ہوئے اپنا تعارف کروایا کہ میرا نام عبدالرشید طارق ہے اور لاہور کے نیلہ گنبد کے ایک احمدی گھرانہ سے میرا تعلق ہے- ظاہر ہے کہ ایک اجنبی دیس میں ہم دونوں کی اچانک ملاقات ہمارے لئے کتنی خوشی کا باعث ہوئی ہوگی- چند دن کے بعد جب ہم دوبارہ ملے تو ہماری گفتگو کا ماحصل یہ تھا کہ گلاسگو میں جو چند بکھرے بکھرے سے احمدی ہیں ان کو اکٹھا کیا جائے اور پھر کسی مناسب جگہ پر جمعہ بھی پڑھا جائے- چنانچہ شروع میں چند جمعے ہم نے بھائی منصور کے فلیٹ میں ہی ادا کئے- انہیں دنوں میں اللہ تعالیٰ نے ہماری کوشش کو اس رنگ میں بار آور کیا کہ ہمیں معلوم ہوا کہ یہاں پر ایک اور بڑی فیملی آ کر آباد ہوئی ہے یعنی شہاب الدین صاحب امینی کی فیملی جو راولپنڈی سے آئے اور گلاسگو میں Settle ہو گئے تھے- ان کا قیام 18-Abotsford Place میں تھا- بعد میں ہم نے جمعہ کی نمازیں اور عیدین کی نمازیں شہاب الدین صاحب امینی مرحوم کے مکان پر پڑھنا شروع کر دیں- پھر مجھے اپنے کسی غیر احمدی دوست سے پتہ چلا کہ یہاں کی لنڈن روڈ پر ایک صاحب جن کا اسم گرامی ایوب احمد خان ہے وہ بھی احمدی ہیں چنانچہ ان کے ایڈریس پر میں نے ایک خط لکھ دیا کہ جماعت احمدیہ کی عید فلاں دن فلاں مقام پر ہوگی- آپ بھی تشریف لائیں اس خط کے جواب میں مجھے ایک خط ملا جو کہ ایوب احمد خان صاحب کے چھوٹے بھائی داؤد احمد خان صاحب کی طرف سے تھا جس میں انہوں نے لکھا کہ بھائی ایوب صاحب تو آج کل پاکستان گئے ہوئے ہیں البتہ خاکسار عید کی نماز کے لئے حاضر ہو جائے گا- گلاسگو جماعت کی یہ پہلی عید تھی جس میں حاضری تقریباً ۲۰ افراد اور کچھ مستورات شامل ہوئیں کچھ عرصہ کے بعد ایوب احمد خان صاحب بھی پاکستان سے واپس تشریف لے آئے- اور اسی طرح بہار کے کچھ احمدی سٹوڈنٹ شہاب صاحب شاہد خان صاحب سید یوسف احمد صاحب جو اس سے قبل جماعت کے صدر کے طور پر کبھی کبھار کوئی جماعتی میٹنگ کر دیا کرتے تھے- ان کے علاوہ میر پور کے ٹھاکر صاحب ان کے بھائی ولی الدین صاحب، عبدالصمد صاحب اور کچھ اور نوجوان بھی جماعت کی میٹنگ میں شامل ہونے لگے- اور باقاعدہ حاضری اور چندوں کی ادائیگی سے اپنے اخلاص اور تعلق کا ثبوت دیتے رہے- یہ وہی دن تھے کہ

ایڈنبرا سے ڈاکٹر سعید خان صاحب ڈاکٹر بشارت صاحب ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب وغیرہ گلاسکو میں آ کر جماعتی تقریبات میں شامل ہونے لگے اور وقت کا کارواں آگے بڑھتا رہا۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں...... کی گلاسکو میں آمد: ۱۹۶۶ء میں ہم نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں......کو گلاسکو آنے کی دعوت دی۔ جو چوہدری صاحب نے ازراہ شفقت منظور فرمالی۔ اس وقت تک ہم اپنی جماعت کے نئے پریذیڈنٹ کے طور پر ایوب احمد خان صاحب مرحوم کو منتخب کر چکے تھے۔ وہ ایک مخلص احمدی کے علاوہ ایک مخیّر تاجر بھی تھے۔ لنڈن روڈ پر ان کے پاس کئی فلیٹ تھے۔ آپ نے جماعتی ضروریات کے پیش نظر اپنا ایک پورا فلیٹ جماعت گلاسکو کو پیش کر دیا۔ جس کے بعد ہمارے سب جلسے، عید اور جمعہ کی نمازیں اسی جگہ یعنی 8-Morris Place پر ہوتی رہیں۔ مکرم بشیر احمد خان صاحب جو ان دنوں امام بیت الفضل لندن تھے نے مطلع کیا کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب فلاں تاریخ کو بذریعہ ٹرین گلاسگو پہنچیں گے۔ چنانچہ وقت مقررہ پر ہم خدام ایوب احمد خان صاحب کی معیت میں گلاسگو سنٹرل اسٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر ۲ پر موجود تھے۔ چوہدری صاحب ٹرین سے نیچے اترے اور سب کو مصافحہ و معانقہ کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔ گلاسکو کے نئے تعمیر شدہ ہوٹل Royal Stewart جو کہ گلاسکو شہر کے وسط میں ہے چوہدری صاحب کو ٹھہرایا گیا۔ یہ غالباً ۱۳-۱۴- اگست ۶۶ء کی بات ہے کہ گلاسکو کی پاکستان سوشل اینڈ کلچر ایسوسی ایشن کی جانب سے ''پاکستان ڈے'' منانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اور اس سوسائٹی کے کرتا دھرتا یہاں کی ایک مشہور سیاسی اور سماجی شخصیت جناب بشیر احمد خان صاحب تھے۔ تعلیم یافتہ ہمدرد اور سلجھی طبیعت کے انسان تھے۔ انہیں جب معلوم ہوا کہ جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اتفاقاً گلاسکو میں آئے ہوئے ہیں تو انہوں نے خواہش کی کہ پاکستان کی آزادی کی تقریب کے چیف گیسٹ جناب چوہدری صاحب کو بنایا جائے۔ چوہدری صاحب نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اسی شام آٹھ بجے کے قریب گلاسکو کے Paisley Rd. کے کمیونٹی ہال میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔ جس میں سینکڑوں پاکستانی اور کشمیری لوگوں کے علاوہ انڈین اور سکاٹش سامعین بھی موجود تھے گلاسکو کے لارڈ پرووسٹ صاحب کی صدارت میں لوگوں سے کھچا کھچ بھرے ہال میں چوہدری صاحب کی تقریر کو بڑے شوق اور انہماک سے سنا گیا۔ حضرت چوہدری صاحب نے اس جلسہ میں ایک بہت دلچسپ بات بیان کی۔ آپ نے لارڈ پرووسٹ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''میں اس سے قبل ۱۹۳۸ء میں گلاسگو آیا تھا اور اگر آپ اس سال کے سٹی کونسل رجسٹر کے فلاں صفحہ پر دیکھیں تو آپ کو میرے ریمارکس اور دستخط نظر آئیں گے۔ چوہدری صاحب کی اس غیر معمولی یادداشت کے حوالہ کو سن کر سامعین نے پر جوش تالیاں بجائیں۔ میرے ایک سکاٹش دوست نے جو اپنے محکمہ کے Boss تھے تو برملا کہا کہ انہوں نے بہت سے Parlimentarians کی تقاریر سنی ہیں۔ مگر اتنی جچی تلی اور شاندار تقریر انہوں نے زندگی میں پہلی بار سنی ہے۔ مکرم بشیر احمد خان صاحب جو اس جلسہ میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے انہوں نے بھی اپنی اختتامی تقریر میں چوہدری صاحب کی پاکستان اور کشمیر کی آزادی اور سلامتی کونسل میں آپ کی شاندار وکالت کے حوالہ سے آپ کو پاکستان کا ایک بطلِ جلیل قرار دیا۔

یہاں ایک ضمنی بات کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ اس جلسہ کے سٹیج پر چوہدری صاحب کی سیکیورٹی کے لئے ہم چار خدام یعنی چوہدری منظور احمد صاحب کاہلوں - ولی الدین صاحب - عبدالصمد صاحب اور خاکسار منور احمد ہمہ وقت چوہدری صاحب کی کرسی کے عقب میں مستعد کھڑے رہے اور جلسہ کے بعد بھی جب تک چوہدری صاحب لوگوں سے ملتے ملاتے اپنی کار تک نہ پہنچ گئے ہم نے انہیں اپنے حصار سے علیحدہ نہ ہونے دیا - اس بات کا شکوہ بعد میں پاکستان سوسائیٹی کے بعض عہدیداروں نے ہم سے کیا کہ چوہدری صاحب صرف آپ کے تو نہیں تھے کہ آپ نے ہمیں قابل اعتبار نہ سمجھا - اگلے روز رائل سٹورٹ ہوٹل میں چوہدری صاحب نے احباب جماعت سے خطاب کرنا تھا - اس جلسہ میں خاکسار نے حضرت چوہدری صاحب کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں چوہدری صاحب کی گلاسگو آمد پر خوشی اور شکریہ کے اظہار کے علاوہ اس بات کا بھی ذکر کیا کہ چونکہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے گلاسگو میں ممبران جماعت کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ہمارا اپنا مشن ہاؤس اور ایک باقاعدہ مربی ہو - چوہدری صاحب نے اپنے جوابی خطاب میں فرمایا کہ کل جب میں گلاسگو کے ریلوے سٹیشن پر اترا تو یہاں کے چند خدام نے میرا استقبال کیا - انہیں دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی - کیونکہ ان کے چہروں پر اخلاص اور رشد کے آثار تھے - چوہدری صاحب کے یہ ریمارکس ہم سب کے لئے جو اس وقت اسٹیشن پر موجود تھے - بہت خوشی کا باعث بنے - بہرحال چوہدری صاحب نے ہماری ضروریات کو وکالت تبشیر تک پہنچانے کا وعدہ فرمایا -

گلاسگو میں باقاعدہ مشن: کچھ ہی عرصہ کے بعد یعنی ۶۶ء میں مکرم بشیر احمد صاحب جو ان دنوں جنوبی امریکہ میں ٹرینیڈاڈ میں مبلغ سلسلہ تھے کا تقرر گلاسگو (سکاٹ لینڈ) میں ہو گیا - پیشتر ازیں مکرم بشیر آرچرڈ صاحب ۴۹ء سے لے کر ۵۲ء تک گلاسگو میں جماعت کے مبلغ کے طور پر کام کر چکے تھے - لیکن آپ کا باقاعدہ تقرر بطور مربی سلسلہ ۶۶ء میں ہوا اور آپ ۱۹۸۳ تک پورے سترہ سال ایک داعی الی اللہ اور مربی سلسلہ کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے - پھر آپ کا تقرر آکسفورڈ میں ہو گیا اور آپ کی جگہ مکرم مجید احمد صاحب سیالکوٹی کو ۱۹۸۴ء میں مربی مقرر کیا گیا -

یہ وہ ایام تھے جب ہمارا عارضی مشن ہاؤس لنڈن روڈ کے عقب میں واقع 8-Morris Place کی تیسری منزل پر ہوا کرتا تھا - یہ فلیٹ ہمارے صدر مکرم ایوب احمد خان صاحب مرحوم کی ملکیت تھا - مگر اس کی چھتوں کی حالت بہت شکستہ و خستہ تھی بارش ہونے پر چھت ٹپکنے کے باعث پانی فلیٹ کے اندر بھی پہنچ جاتا تھا اور نیچے بالٹی یا کوئی برتن رکھ کر گزارا کرنا پڑتا تھا -

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی آمد: اگلے ہی سال یعنی ۱۹۶۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی گلاسگو میں تشریف آوری ہوئی اور ہم نے حضور اور اہل قافلہ کے قیام کے لئے بھی Royal Sterwart Hotel کا انتخاب کیا - پروگرام کے مطابق حضور نے Bath St. کے ایک ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا - جس میں پریس کے علاوہ ریڈیو کے نمائندگان نے بھی شمولیت کی - اور حضور اقدس سے بہت سے سوالات کئے - جس کے حضور نے بہت اچھے

برجستہ جوابات دیئے۔ اس اجلاس میں گلاسگو کی جماعت کے علاوہ ایڈنبرا سے بھی بہت سے دوست شامل ہوئے۔ حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر مکرم چوہدری محمد علی صاحب پروفیسرٹی آئی کالج ربوہ حضرت مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر اور مکرم بشیر احمد رفیق صاحب امام بیت الفضل لنڈن کو بھی حضور کی معیت میں گلاسکو آنے کا موقع ملا۔ اس موقع پر بہت سے غیر احمدی شرفاء بھی حضور کی زیارت کے لئے موجود تھے۔ ان دنوں چونکہ پاکستان سے مولویوں کی کھیپ یہاں نہیں پہنچی تھی۔ اس لئے یہاں تعصب کا زہر بھی نہیں تھا۔ اور وہ لوگ ہمارے جلسوں اور ہم ان کی تقریبات میں شامل ہوا کرتے تھے۔

قبولیت دعا کا ایک نشان: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعا کے ایک نشان کا یہاں ذکر کرنا بھی ازدیادِ ایمان کا موجب ہے مکرم ایوب احمد خان صاحب کے ہاں کوئی اولادِ نرینہ نہیں تھی۔ صرف تین بچیاں تھیں۔ ایوب خان صاحب مرحوم کی اہلیہ نے حضور سے اس سلسلہ میں دعا کی درخواست کی۔ تو حضور نے فرمایا کہ ''میں دعا کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میری دعا کو قبول فرمائے گا۔ نیز فرمایا کہ لڑکا ہوگا پر تم اس کا نام ابراہیم رکھنا۔ ایوب خان صاحب اور ان کی اہلیہ اس غیبی بشارت کا سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے خاندان کے دیگر افراد کو حضور کی دعا اور اس کے نتیجہ سے آگاہ کر دیا۔ اور پھر خدا نے اپنے بندہ کی دعا کو قبول فرمایا۔ اور انہیں اگلے ہی سال ایک بیٹے سے نوازا جس کا نام ابراہیم احمد رکھا گیا۔ اس سے اگلے روز مکرم شہاب الدین صاحب مرحوم نے حضور کو اور تمام ممبران جماعت کو اپنے گھر پر دعوت پر مدعو کیا۔ (اس موقع پر کسی احمدی دوست نے ایک وڈیو فلم بھی بنائی تھی اگر وہ دوست اس مضمون کو پڑھ لیں تو وہ خاکسار سے رابطہ کریں کہ وہ ایک تاریخی وڈیو ہے جو جماعت کی تاریخ میں محفوظ ہونی چاہیے)

گلاسگو میں مرکز کا قیام: حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان...... نے بھی اپنی آمد پر لندن روڈ مشن کی خستہ حالت دیکھی تھی۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ اب کسی اچھے علاقہ میں کوئی عمارت یا جگہ حاصل کی جائے۔ چنانچہ گلاسگو کے علاقہ ''پولک شیلڈ'' میں جو ان دنوں یہاں کے اچھے علاقوں میں شمار ہوتا تھا پانچ کمروں پر مشتمل ایک فلیٹ خریدا گیا۔ جس کی یکمشت ادائیگی حضرت چوہدری صاحب نے کر دی اور آج کل یہ فلیٹ جماعت کے "Guest House" کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے جماعت کے اکا دکا اور بکھرے بکھرے افراد کو یکجا کرنے اور منظم کرنے کی توفیق عطا فرمائی الحمدللہ۔ تقریباً ۷ سال کے بعد جب ہمارے (کالج کے محبوب پرنسپل) حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی حیثیت سے گلاسگو میں تشریف لائے تو آپ نے مجھے اپنے گلے لگاتے ہوئے یہ فرمایا کہ ''نمی! میں تم سے بہت خوش ہوں کہ تم نے یہاں پر ایک جماعت کو قائم کیا ہے۔'' حضور کے یہ ریمارکس میرے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ اس وقت میں سوچ رہا تھا کہ کالج کے زمانہ میں اپنے پرنسپل کو تنگ کرنے والا ایک معمولی سا طالب علم جو سچ پوچھیں تو کبھی بھی ڈھنگ کا طالب علم نہیں ہوتا کو اتنا بڑا اعزاز ملے گا کہ خلیفہ وقت اس سے اظہار خوشنودی فرمائیں گے۔ زہے نصیب۔

محترم بشیر احمد آرچرڈ صاحب کا دور: وقت کے ساتھ کارواں آگے بڑھتا رہا۔ محترم بشیر احمد آرچرڈ صاحب گلاسگو میں تقریباً ۱۷ سال تک نہایت اخلاص کے ساتھ دینی اور تربیتی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ہائیڈ پارک لنڈن کی طرح ایڈنبرا کی پرنس سٹریٹ میں بھی کھلی جگہ پر کھڑے ہو کر آپ کلمہ حق بلند کرتے رہے۔ گلاسگو کی معروف مارکیٹوں اور پبلک جگہوں پر جہاں تجارتی سٹال لگتے ہیں آپ سلسلہ کی کتب اور دینی لٹریچر کے سٹال پر تبلیغ کرتے رہے۔ مختلف سکولوں میں جا کر لیکچر بھی دیتے۔ خطبات جمعہ میں اور جماعتی اجلاسات میں بچوں اور نوجوانوں کی تربیت اور اصلاح کی طرف خاص توجہ دیتے۔ ۱۹۶۹ء سے لے کر ۱۹۷۹ء تک یہاں پر بہت سی احمدی فیملیاں آ کر آباد ہوگئیں جن میں ملک نذیر احمد صاحب، ملک محمود احمد صاحب آف کوئٹہ، شیخ محمد یوسف صاحب مراد کلاتھ ہاؤس فیصل آباد، ملک حفیظ الرحمن صاحب، رشید احمد صاحب ظفر، محمد حسین صاحب اور عبدالغفار صاحب عابد اور ان کے علاوہ اپنی خاندان کے بہت سے افراد جن میں محمد اشرف صاحب کا گھرانہ ہے جنہوں نے جماعت کی بہت خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

مربیان کی آمد: ۱۹۸۲ء تک گلاسگو جماعت کی تعداد یکصد سے تجاوز کر چکی تھی اور ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ جماعت کے لئے کہیں اور وسیع عمارت اور کسی پاکستانی مربی کا تقرر ہو چنانچہ مکرم مجید احمد صاحب سیالکوٹی کو جناب آرچرڈ صاحب کی جگہ بھجوایا گیا۔ آپ ۲۵ اپریل ۱۹۸۴ء تک یہاں مقیم رہے۔ پھر انہیں دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے ہجرت کر کے انگلستان تشریف لائے۔ اور آپ نے فوری طور پر کچھ مربیان کرام کو لندن بلوالیا جن میں مکرم مجید احمد سیالکوٹی صاحب بھی تھے۔ مجھے یاد ہے کہ مجید صاحب کو حضور کی طرف سے لندن پہنچنے کا ارشاد موصول ہوا تو آپ نہایت عجلت میں اپنے کپڑے اور جوتے بھی یہاں چھوڑ گئے اور اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

مکرم مجید احمد صاحب سیالکوٹی کے بعد مکرم لئیق احمد طاہر صاحب کو مشنری انچارج سکاٹ لینڈ متعین کیا گیا۔ آپ نے اپنے انداز اور رونق میں جماعت کے اندر بیداری کی ایک نئی لہر پیدا کر دی۔ خصوصاً بچوں اور نوجوانوں کو قرآن کریم کے پڑھانے کی طرف آپ نے خاص توجہ دی۔ اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی طرف سے پورے انگلستان میں نئے مشن ہاؤس بنانے اور اپنی عمارات خریدنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ چنانچہ گلاسگو میں بھی ایک نئے مشن ہاؤس خریدے جانے کی تحریک موصول ہوئی۔ اس غرض کے لئے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب دو دفعہ گلاسگو تشریف لائے اور احباب جماعت میں اس غرض کے لئے چندہ کی تحریک کی۔ پھر حضور کی خاص ہدایت کے تحت مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ کو یہاں بھجوایا گیا۔ مکرم باجوہ صاحب نے یہاں آ کر فوری طور پر ہمیں ہدایت کی کہ گلاسگو کی ہر عمارت جو "For Sale" ہے کو دیکھا جائے اور اگر وہ مناسب ہوں تو ان کے ٹیلی فون نمبر نوٹ کئے جائیں۔ اس طرح انہوں نے گلاسگو میں بہت سی جگہیں اور Sites دیکھیں۔

سنٹر کے لئے عمارت کی خرید: اسی دوران مکرم رشید احمد صاحب ظفر نے سٹی سینٹر سے تین میل دور گلاسگو یونیورسٹی

کے علاقہ میں ایک بہت بڑی عمارت جو ویران اور اجاڑ سی تھی کا ذکر کیا۔ جس کا فوری طور پر جائزہ لیا گیا۔ یہ عمارت باوجود اپنی ظاہری ویرانی اور خستہ حالی کے اپنے محل وقوع کے لحاظ سے بہت Prime پوزیشن پر تھی۔ لہٰذا جماعت نے اس کی خرید کا فیصلہ کر لیا۔ یہاں پر اس بات کا ذکر بھی شاید دلچسپی سے خالی نہ ہو کہ یہاں کے بعض دوستوں کو جب معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ اس بلڈنگ کی Offer دے چکی ہے تو انہوں نے بھی ہماری Offer سے کچھ زیادہ رقم دے کر ہمارے سودے کو خراب کرنے کی کوشش کی۔ جب ہم نے بھی اپنی Offer میں اضافہ کر دیا۔ اس پر مخالف پارٹی نے بھی کچھ زیادہ کی Offer پیش کر دی۔ اور اس طرح جو بات ۳۵ ہزار پونڈ سے چلی تھی وہ ۷۰ ہزار پونڈ تک جا پہنچی۔ اور اس طرح کچھ عرصہ کے لئے یہ معاملہ التواء میں پڑ گیا۔ سکاٹ لینڈ کا بنک جس کے پاس یہ عمارت عرصہ دراز سے گروی پڑی تھی اور اس کو کوئی بھی ۳۰-۳۵ ہزار سے زیادہ لینے کے لئے تیار نہیں تھا اب وہ ۷۰-۷۲ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ بنک نے دوسرے لوگوں کی Offer کو قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ لیکن یہ پارٹی چونکہ حقیقت میں عمارت کی خرید میں تو سنجیدہ نہیں تھی بلکہ محض ہماری ضد میں شرارتاً وہ ہماری Deal کو خراب کرنے کی نیت سے میدان میں اترے تھے۔ اس لئے انہوں نے اُپنے وکیل کی معرفت بہانہ بنا کر اپنی جان چھڑالی۔ اس کے بعد بنک والے ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ مگر ہم نے فیصلہ کیا کہ اب ہم بھی اپنی شرائط پر بنک سے بات کریں گے۔ چنانچہ بنک کو احساس دلانے کے لئے کہ ہم اس عمارت کے لئے زیادہ ''بے چین'' نہیں ہیں ہم نے اپنی ابتدائی Offer ہی پر اصرار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور حضور انور کی دعاؤں سے ہماری Offer کو بنک نے منظور کر لیا اور اس طرح وہ بلڈنگ جس کے ملبہ اور زمین کی قیمت بھی ۳۵ ہزار پونڈ سے کہیں زیادہ تھی۔ ہماری جماعت کے پاس آ گئی۔

خرید کردہ عمارت کی تعمیر نو اور افتتاح: اس عمارت کی حالت بہت خراب تھی۔ اور بعض فرموں کے اندازے کے مطابق اس کی Renovation پر لاکھوں پونڈ کا تخمینہ تھا۔ اگرچہ اس عمارت میں دو بڑے بڑے ہال۔ غسلخانے اور کئی کمرے اور اوپر کی منزل پر ایک رہائشی فلیٹ مگر ہر چیز تعمیرِ نو کی متقاضی تھی۔ اس صورت حال کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب انجینیر آرکیٹکٹ کو گلاسکو میں بھجوا دیا۔ آپ نے گلاسکو میں مقیم ہو کر کئی ہفتوں تک Renovation کے کام کی نگرانی کی آپ کے ساتھ مکرم لئیق احمد طاہر صاحب نے بھی جماعت کے تمام ممبران اور خصوصاً خدام کو بطور رضا کار وقارِ عمل کے اس مقدس کام پر لگا دیا۔ چنانچہ لندن، بریڈفورڈ اور ہڈرزفیلڈ کے خدام نے کئی ماہ تک خدا کے گھر کی تعمیر میں حصہ لیا۔ آخر ہماری دن رات کی محنت رنگ لائی اور ہمارا مشن ہاؤس ایک شاندار اور خوبصورت ''البیت'' میں تبدیل ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مشن کے تیار ہونے کی اطلاع بھجوائی گئی۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۰ مئی ۱۹۸۵ء کو بنفس نفیس گلاسگو میں تشریف لا کر مشن ہاؤس کو ملاحظہ فرمایا۔ اور اتنی عمدہ اور شاندار عمارت کے ملنے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور ممبرانِ جماعت کو خاص طور پر اپنی عبادت، نمازوں اور دعاؤں سے آباد رکھنے کی تلقین فرمائی۔ اور ساتھ ہی ان تمام کارکنان کو جنہوں نے کسی بھی رنگ میں اس کی تعمیر نو میں وقار

عمل کے طور پر حصہ لیا تھا اپنے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی - پھر تین سال کے بعد ۸- اپریل ۱۹۸۸ء کو حضور اس مشن کے باقاعدہ افتتاح کے لئے دوبارہ گلاسگو تشریف لائے اور اس طرح ہمارا گلاسگو کا مشن تیار ہوا-

گلاسگو میں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ مخالف مولویوں سے گفتگو کا بھی ہے جو بعد میں مناظرہ کا رنگ اختیار کر گئی - مخالفین کی طرف سے اعلان ہو گیا کہ قادیانیوں اور اہل سنت کے درمیان ایک مباحثہ ہوگا - مخالف علماء کی طرف سے مولوی محمد یوسف بنوری صاحب، عبدالرحمٰن باوا صاحب اور کئی لوکل مولوی اپنے مداحین و شائقین کے ہمراہ اکٹھے ہو گئے - ہم نے بھی مناظرہ کی اہمیت کے پیش نظر امام صاحب کی خدمت میں لکھا تو لندن سے مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ، مکرم چوہدری ہادی علی صاحب اور محمد عیسیٰ صاحب مرحوم تشریف لے آئے - اس موقع پر ہم نے ایک احتیاط بھی کر لی کہ ہم چونکہ ''اقلیت'' میں ہوں گے اور جگہ بھی ان کی ہوگی اس لئے بدامنی اور فساد کا خطرہ و امکان ہوگا - مناظرہ شروع ہوا اور تقریباً ایک گھنٹہ تک شرافت اور امن کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی - مکرم باجوہ صاحب کے استدلال کے سامنے غیر احمدی مولوی عبدالرحمٰن باوا صاحب زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکے اور انہوں نے یکدم شرافت سے ہٹ کر دلیل کا ہتھیار پھینک دیا اور احمدیوں کو گالیاں دینی شروع کر دیں مجلس کے صدر ایک معزز شیعہ دوست کاظمی صاحب تھے جنہوں نے غیر احمدی مولویوں کو بار بار متنبہ کیا کہ وہ آرام سے اور شرافت سے جلسہ کی کارروائی ہونے دیں - مگر ان کی اپیلوں کا کوئی اثر نہ ہوا اور شور شرابہ میں مناظرہ ختم ہو گیا -

ہمارے نئے مشن ہاؤس کا نام بیت الرحمٰن تجویز ہوا - جس میں پہلے مربی سلسلہ کے طور پر مکرم لئیق احمد صاحب طاہر کو مقرر کیا گیا - مگر اس کے جلد بعد ہی آپ کا تقرر ساؤتھ ہال اور اس کی گرد و نواح کی جماعتوں میں ہو گیا - اور آپ کی جگہ مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ کو گلاسگو بھجوایا گیا - آپ ۱۹۹۰ء تک یہاں مقیم رہے اور جماعت کی تربیت اور خصوصاً تبلیغ کی طرف خاص طور پر بہت توجہ کی - اور جماعت ان کی فعال قیادت اور راہنمائی میں ترقی کی طرف گامزن رہی - آپ کے بعد ۱۹۹۰ء میں مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ تنزانیہ سے تشریف لائے اور تین سال تک اپنے فرائض بہت عمدگی محنت اور لگن کے ساتھ ادا کرتے رہے - اس کے بعد مکرم غلام احمد صاحب خادم کو مربی سلسلہ کے طور پر بھجوایا گیا جہاں آپ نے ۱۹۹۲ء سے لے کر ۱۹۹۷ء تک کام کیا - ان ہی دنوں میں چونکہ لندن میں ایم ٹی اے میں کام بہت بڑھ گیا تھا اس لئے حضور کے ارشاد کے تحت آپ کو لندن میں بلا لیا گیا - اور اس طرح آپ کی خدمات کو ایم ٹی اے کے سپرد کر دیا گیا - موجودہ وقت میں ہمارے ایک انگریز نوجوان مکرم طاہر احمد صابی صاحب مربی ہیں - اور ''غیر ملکی'' ہونے کے باوجود احسن طور پر تربیت اور اصلاح کا کام کر رہے ہیں -

اس طویل عرصہ پر پھیلے ہوئے حالات کو میں نے اپنی یادداشت کے سہارے قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے - ممکن ہے اس میں بعض احباب جنہوں نے ابتدائی دنوں میں جماعت کے لئے کام کیا ہو میری یادوں سے محو ہو گئے ہوں - ایسے احباب مجھے اپنے حالات سے آگاہ فرما دیں تو میں ان کا ممنون ہوں گا -

☆ ☆ ☆

جناب بشیر احمد آرچرڈ صاحب کی داستانِ قبولِ حق

عظیم روحانی شخصیت سے ملاقات

مسٹر بشیر احمد آرچرڈ آف برطانیہ نے ۱۹۴۴ء میں قبول حق کی توفیق پائی - اب وہ سلسلہ احمدیہ کے مربی ہیں- درج ذیل مختصر مضمون میں عیسائی سے احمدیت کی طرف روشنی کے سفر کی سرگزشت بیان کرتے ہیں-

''خاکسار غیر معمولی حالات میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے متعارف ہوا- دوسری جنگ عظیم کے دوران ۱۹۴۴ء میں میں انڈیا برما بارڈر پر چودھویں آرمی میں متعین تھا- مجھے چودہ روز کی رخصت ملی- چونکہ رخصت گذارنے کے لئے کوئی خاص جگہ نہ تھی- میری یونٹ کے ایک ساتھی حوالدار کلرک نے مجھے یہ چھٹیاں قادیان میں ایک صاحب مفتی صادق نامی کے پاس گذارنے پر قائل کرلیا- چونکہ سفر بہت لمبا تھا اس لئے مجھے یہ دعوت قبول کرنے میں ہچکچاہٹ تھی- اس پر چونکہ حوالدار صاحب کے چہرہ پر نہایت افسوس کا اظہار ہوا سو مجھے تجویز مانتے ہی بنی- منی پور کی جنگ زدہ پہاڑیوں سے پنجاب کے میدانوں میں پہنچتے مجھے آٹھ دن لگ گئے سو قادیان پہنچ کر میں نے اطمینان کا سانس لیا- سٹیشن سے ٹانگہ لیا اور مفتی صادق صاحب کے ہاں جا اترا- وہاں اس سفید ریش بزرگ کو جب میں نے اپنا تعارف کرایا تو جتنا میں حیران تھا اتنا ہی وہ بھی حیران ہوئے-

قادیان پہنچنے پر دین حق کا مجھ پر اس رنگ میں اظہار ہوا جیسے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا- اس مقام اور اس کے باسیوں کی تقدیس کا میرے قلب پر خاص اثر ہوا- چونکہ میں ابھی تک احمدیت کے علم کلام سے متعارف نہ تھا- اس لئے میرے حالیہ تاثر کی وجہ دلیل نہ تھی بلکہ میں تو ان پھلوں سے متاثر ہوا جس طرح کے پھل کہیں اور نظر نہ آتے تھے- میرے مختصر قیام کے دوران میری ملاقات خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے ہوئی- وہاں مجھے یک دم محسوس ہوا کہ میں کسی عظیم روحانی شخصیت کی معیت میں ہوں- اس احساس کے لئے ان کا کچھ کلام کرنا بھی ضروری نہ تھا- دو باتیں ظاہر و باہر تھیں- ایک تو ان کی روحانی اور مقدس شخصیت اور دوسری اس ماحول کا نور و روحانیت سے لبریز ہونا- حضور کا وجود سامنے موجود تھا لیکن وہ کسی اور ہی دنیا کی مخلوق لگتے تھے-

چونکہ اختصار ضروری ہے اس لئے میں ایک لمبی سرگزشت کا خلاصہ ہی بیان کرسکتا ہوں- یہ لکھنا کافی رہے گا کہ دین حق کی کشش مجھے عیسائیت سے کھینچ کے نکال لائی-''

(از: مسعود منیر تحریکِ جدید مع انگریزی ترجمہ: مکرم کیپٹن (ر) شمیم احمد خالد صاحب)

مکرم عبدالسلام صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

مجلس انصاراللہ ربوہ کے مخلص رکن اور کھلاڑی کی اچانک وفات

مکرم عبدالسلام صاحب ولد عبدالکریم محلہ دارالیمن شرقی ربوہ ۲۷ جنوری ۲۰۰۲ء کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ مرحوم اس وقت انصاراللہ مقامی ربوہ کے اجتماع میں والی بال کا میچ کھیلنے کے بعد دیگر کھلاڑیوں کے ساتھ گراؤنڈ میں بیٹھے ریفریشمنٹ میں مصروف تھے کہ بیٹھے بیٹھے دل کا دورہ پڑا۔ کھیل کی انتظامیہ انہیں فوراً ایک کار پر فضلِ عمر ہسپتال ربوہ لے جا رہی تھی کہ راستے میں ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم نے خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام اپنی آنکھوں کا عطیہ دیا ہوا تھا۔ چنانچہ اس رات مکرم ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم صاحب، ڈاکٹر محمد رشید صاحب اور ڈاکٹر محمد احمد اشرف نے ان کی عطیہ شدہ آنکھیں حاصل کیں جو چند دن بعد دو ضرورت مندوں کو لگا دی گئیں۔ مرحوم کی طرف سے اس وصیت کا کسی عزیز رشتہ دار کو علم نہ تھا۔ وفات کے بعد جب خدام الاحمدیہ کے عہدہ داروں کی طرف سے ان کی اس وصیت کا علم ہوا تو ورثاء نے اس سلسلہ میں مرحوم کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان کی آنکھوں کا عطیہ دے دیا۔ اس طرح وفات کے بعد بھی انہوں نے انسانیت کی خدمت کی توفیق پائی فجزاہ اللہ تعالیٰ۔

مرحوم کی اچانک اور بے وقت موت کو نہ صرف رشتہ داروں بلکہ ہر تعلق رکھنے والے نے شدت سے محسوس کیا۔ اس تعلق کی بناء پر جب دوسرے دن نماز جنازہ ادا کی گئی تو اہل ربوہ کی کثیر تعداد اس میں شامل ہوئی اور تدفین کے بعد دعا میں شامل ہوئے۔ مرحوم نے واپڈا سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی تھی اور بیرون ملک جانے کی کوشش میں تھے مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی۔ اس سانحہ پر مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان، زعیم صاحب اعلیٰ ربوہ اور دیگر عہدہ داروں نے ان کے گھر پر جا کر ان کے عزیز و اقارب سے اظہار تعزیت کیا اور ان کے پسماندگان کی ڈھارس بندھائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

مرحوم کے دادا مکرم فضل الدین عبداللہ اور دادی محترمہ خیر النساء صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقاء میں سے تھے۔ عبدالسلام مرحوم نے اپنے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ ادارہ ماہنامہ انصاراللہ مرحوم کے درجات کی بلندی کے لئے دعاگو ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے اہل و عیال اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

(مکرم عبدالسلام مرحوم مکرم رشید احمد صاحب معاون ناظر امور عامہ کے برادر نسبتی تھے جن کے ذریعہ یہ تفصیلات ادارہ کو حاصل ہوئیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ)

انصار اللہ کی ذمہ داریاں

"سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔" (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱)　"انصار اللہ کو آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں...... آپ ان ذمہ داریوں کو ادا کریں جو تعلیم القرآن کے سلسلہ میں آپ پر عائد ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کے سلسلہ میں آپ پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک ذمہ داری تو خود قرآن کریم سیکھنے کی ہے اور ایک ذمہ داری ان لوگوں کو قرآن کریم سکھانے کی آپ پر عائد ہوتی ہے کہ جن کے آپ اللہ کی نگاہ میں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق راعی بنائے گئے ہیں۔ آپ ان دونوں ذمہ داریوں کو سمجھیں اور جلد قرآن کی طرف متوجہ ہوں۔

ہر رکن انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کی ذمہ داری اٹھائے کہ اس کے گھر میں اس کی بیوی اور بچے اور ایسے احمدی جن کا خدا کی نگاہ میں وہ راعی ہے، قران کریم پڑھتے ہیں اور قران کے سیکھنے کا وہ حق ادا کرتے ہیں جو حق ادا ہونا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۴)

(۲)　"انصار اللہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان سے تعلق رکھنے والی مستورات اور ان سے تعلق رکھنے والی بچیاں اور ان سے تعلق رکھنے والے بچے یا ان کے چھوٹے بھائی غرض سب کو وہ چوکس اور بیدار رکھیں اور ان کی تربیت اس رنگ میں کریں کہ ان کے لئے قرآن کریم مہجور نہ بنے۔"

(انصار اللہ سے خطاب۔ مطبوعہ روزنامہ الفضل ۲۶ دسمبر ۱۹۷۳ء)

(۳)　"قرآن کریم کی خدمت اور اس کی اشاعت انصار اللہ کا پہلا اور آخری فرض ہے...... آپ میں سے ہر ایک...... دعائیں کرتے ہوئے قرآن کریم کا ترجمہ سیکھے اور سکھائے اور پھر اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش بھی کرے۔" (انصار اللہ سے خطاب۔ مطبوعہ روزنامہ الفضل ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۶)

(مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد۔ تعلیم القرآن)

تعارف کتاب ''الوصیت''

از: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی - اس کتاب کے تعارف کے طور پر چند امور درج ذیل ہیں - مگر یہ تعارف مطالعہ کی چاٹ لگانے کے لئے ہے اصل مزہ اس کتاب کے لفظاً لفظاً مطالعہ میں ہے -

وجہ تالیف: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الفاظ میں اس کتاب کی تالیف کا پس منظر یہ ہے فرمایا:

''چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارے میں اس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا - اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں'' (صفحہ ۳)

قدرت ثانیہ: حضرت اقدسؑ نے اس بات کو مدنظر رکھ کر کہ آپ کی وفات کے بعد جماعت غموں سے نڈھال ہو گی اور مایوس ہو گی - یہ خاص پیشگوئی فرمائی کہ آپ کے بعد خدا تعالیٰ قدرت ثانیہ کا نظام جاری فرمائے گا - اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:

''غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے - (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے -'' (صفحہ ۶)

اسی طرح اس مضمون کو آپ دلنشین انداز میں تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی -'' (صفحہ ۷)

قدرت ثانیہ اور جماعت کی ذمہ داریاں: اس مختصر کتاب میں حضرت مسیح موعودؑ نے قدرت ثانیہ سے متعلقہ

اہم ذمہ داریاں بیان فرمادیں جودرج ذیل ہیں:

(۱)''تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دعا کرتے رہو'' (صفحہ۸) (۲)''چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو'' (صفحہ۸) (۳)''چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں'' (صفحہ۸) (۴)''ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا'' (حاشیہ صفحہ۸) (۵)''جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کر لیں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے بعد لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا'' (حاشیہ صفحہ۸) (۶)''چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے'' (حاشیہ صفحہ۸)

نبی کی وفات اور انتخاب قدرت ثانیہ کے درمیان نہایت معمولی وقفہ مگر نہایت نازک وقت ہوتا ہے اس سلسلہ میں آپ نے کیسی اہم ھدایت دی جو قیامت تک مشعل راہ بنی رہے گی فرمایا:''جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔'' (صفحہ۹)

بہشتی مقبرہ کا قیام: حضرت مسیح موعودؑ نے اس رسالہ کے ذریعہ نظام وصیت اور بہشتی مقبرہ کے قیام کا اعلان فرمایا اور اس ضمن میں تفصیلی ھدایات دیں۔ اس سلسلہ میں حضور فرماتے ہیں:

''مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی'' (صفحہ۱۸)

اس قبرستان میں تدفین کے لئے حضور نے چار بنیادی شرائط کا ذکر فرمایا:

(۱)''ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے'' (صفحہ۲۰) ان سے مراد حضور کی یہ ہے کہ احاطہ قبرستان کی تکمیل کے لئے مزید زمین کی خرید۔ خوشنما کرنے کے لئے درخت لگانے، کنواں بنانے اور ایک پُل کی تیاری کے لئے روپیہ کی ضرورت پڑے گی۔ (تلخیص صفحہ۲۰) (۲) دوسری شرط

حضور نے یہ قرار دی کہ ہر وہ شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہو اپنی آمد اور ترکہ کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت کرے گا اور یہ مال اشاعت حق پر خرچ ہوگا۔ (۳) ''اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف (مومن) ہو'' (صفحہ ۲۲) (۴) ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے'' (صفحہ ۲۲)

متفرق امور: اس رسالہ میں جماعت کو حضور نے اہم اور قیمتی نصائح سے نوازا نیز نیکی اور تقویٰ میں اعلیٰ مقام پیدا کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا: ''ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔''

اس رسالہ میں خدا تعالیٰ کی صفات، مسئلہ نبوت، وفات مسیح اور حوادث اور زلزلوں کی بھی خبر دی گئی ہے۔

حلقہ کریم نگر (فیصل آباد) کا ریفریشر کورس

مورخہ ۸۔ اپریل ۲۰۰۲ء کو مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد کا ایک ریفریشر کورس منعقد کیا گیا جس میں تمام منتظمین، زعماء حلقہ جات، اصلاح وارشاد کمیٹی کے جملہ ممبران اور سائقین نے شرکت کی۔ اس پروگرام میں دو نمائندگان مکرم مرزا نصیر احمد صاحب اور مکرم مولوی عبدالستار خان صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ نمائندگان کو تمام عہدیداران کا تعارف کروایا گیا۔ عہدیداران نے اپنے اپنے شعبہ کا طریق کار بیان کیا جس کے بعد نمائندگان نے انہیں قیمتی نصائح سے نوازا اور مزید محنت اور جانفشانی سے کام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

الوداعی دعوت: اس پروگرام کے آخر میں مکرم نذیر احمد صاحب سہگل سابق زعیم اعلیٰ کریم نگر فیصل آباد کے اعزاز میں ایک الوداعی عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ موصوف اپنی مدت بطور زعیم اعلیٰ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۱ء کو پوری کر چکے ہیں۔ آپ نے مجلس انصار اللہ کا کام بڑی محنت سے کیا خصوصاً میڈیکل کیمپ لگائے۔ اس تقریب میں چوہدری غلام دستگیر صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد نے بھی شرکت کی آخر میں دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(رپورٹ: مکرم حافظ محمد اکرم حفیظ صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد)

☆ ☆ ☆

بیت النور لاہور میں ہفتہ تربیت

مورخہ ۱۵ تا ۲۱ مارچ ۲۰۰۲ء

خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۱۵ مارچ تا ۲۱ مارچ بیت النور میں ہفتہ تربیت منایا گیا۔ ان پروگراموں میں بیت النور میں اوسطاً حاضری ۸۰/۶۶ اور گارڈن ٹاؤن میں ۲۳/۱۶ رہی الحمد للہ۔

ہر روز ممبران عاملہ ۲۷ گھرانوں میں صبح ٹیلی فون کر کے فجر کی ادائیگی کے لئے بیدار کرتے رہے۔ اسی طرح روزانہ تلاوت قرآن کریم کے لئے بھی توجہ دلائی جاتی رہی۔ مزید ۱۸ انصار روزانہ تلاوت کرنے والوں میں شامل ہوئے۔ تقریباً ۷۵ فیصد انصار کے گھر نماز باترجمہ شائع شدہ پیش کی گئی بعد میں اس ضمن میں جو رپورٹ لی گئی اس کے مطابق ۱۶ مزید انصار نے اس ہفتہ میں نماز باترجمہ یاد کی الحمد للہ اس ہفتہ کی برکات میں سے ایک بڑی برکت دس منٹ کے لئے ممبران عاملہ کا سامعین کے سامنے دئے گئے موضوع پر تقریر کرنا تھا اس ذمہ داری کو ممبران نے احسن رنگ میں پورا کیا تقاریر انتہائی محنت سے تیار کی گئیں اور ان کی ادائیگی بھی بہت اچھی رہی۔ اس طرح ایک طرف تو خود مقرر کی جھجک دور ہوئی دوسری طرف تقریر کی تیاری کے لئے ان کے علم میں اضافہ بھی ہوا اور مختلف کتب سلسلہ پڑھائی گئیں۔ نیز احباب نے بھی ان تقاریر کو بہت پسند کیا اس امر کا کچھ احباب نے خصوصی طور پر خاکسار سے ذکر بھی کیا اس طرح ۱۵ مارچ کا خطبہ حضور نماز سنٹر میں خصوصی طور پر سننے اور اس کی اطلاع کا انتظام کیا گیا خدا تعالیٰ کے فضل سے تقریباً ہر گھر میں ڈش موجود ہے۔ اکثر احباب نے اس سے استفادہ کیا۔ مورخہ ۳ مارچ کو نماز جمعہ میں یہ اعلان کروایا گیا تھا کہ جو دوست مصروفیات کی بنا پر ابھی تک ڈیجیٹل ڈش نہ لگوا سکے ہوں خاکسار سے رابطہ کریں۔

زعامت خصوصی طور پر رعایتی قیمت پر اس کا بندوبست کرے گی خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ۶ گھرانوں میں اس انتظام کے تحت ڈیجیٹل ڈش لگوائی گئی جو بازار سے تقریباً سات سو روپے سستی تھی۔ یہ عرض کرنا نہایت ضروری ہے کہ اس ہفتہ کی برکت سے نمازوں میں انصار اپنے بچوں کو بھی نماز کی ادائیگی کے لئے لاتے رہے جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے خدام اور انصار کی حاضری بیت النور اور بیت گارڈن ٹاؤن میں ۴۲ اور ۱۲ بالترتیب رہی الحمد للہ خاکسار ان تمام احباب کے لئے جن کی محنت اور لگن اور تعاون سے یہ ہفتہ انتہائی کامیاب رہا ان کے نفوس واموال میں برکت کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتا ہے نیز اس ماحول پر ہم سب کو ثابت قدم رہنے کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

(مرسلہ: مکرم شیخ اشار احمد ایڈووکیٹ زعیم اعلیٰ انصار اللہ بیت النور لاہور)

مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کی سالانہ پکنک

الحمدللہ امسال بھی مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کی سالانہ پکنک مورخہ ۱۵- اپریل بروز جمعۃ المبارک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بارہ دری میں منعقد ہوئی - موسم بفضلہٖ تعالیٰ بڑا خوشگوار تھا - جملہ قائدین بمع صدر صاحب مجلس خطبہ جمعۃ المبارک کے بعد مقام پکنک پر تشریف لے گئے تھے - جملہ احباب لان میں چہل قدمی سے مستفید ہوتے رہے اس موقعہ پر تفریحی گفتگو کے علاوہ بیڈمنٹن کے کھیل کا انتظام بھی کیا گیا تھا - جس میں مہمانِ خصوصی جناب صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کے علاوہ صدر مجلس نائب صدر مجلس اور بہت سے قائدین نے حاضرین کو اپنے کھیل سے محظوظ کیا - خاص طور پر مہمانِ خصوصی اور صدر مجلس کا مقابلہ بڑا دلچسپ رہا اور کم روشنی میں ان کے کھیل کا معیار زیادہ بہتر محسوس کیا گیا - نمازوں کی ادائیگی کے بعد کھانے کا انتظام کیا گیا - جس میں بے تکلفی کا ماحول تھا یہ پروگرام نصف گھنٹہ جاری رہا - آخر میں چائے پیش کی گئی اس دلچسپ پروگرام کے آخر میں مہمانِ خصوصی نے دعا کروائی - اور احباب ان مختصر لمحات کی یادیں لئے اور ذکر الٰہی کرتے ہوئے واپس لوٹے - الحمدللہ (عبدالجلیل صادق قائد ذہانت وصحت جسمانی)

جناب عبدالکریم قدسی صاحب کی کتاب ''سردل'' پر پہلا انعام

مسعود کھدر پوش ٹرسٹ لاہور کا انعام

ایک معروف احمدی شاعر جناب عبدالکریم قدسی صاحب رچنا ٹاؤن شاہدرہ لاہور کو ''مسعود کھدر پوش ٹرسٹ لاہور'' کی طرف سے موصوف قدسی صاحب کے شعری مجموعہ ''سردل'' پنجابی کو سال ۲۰۰۱ء میں اول انعام کا مستحق قرار دیا گیا ہے - ٹرسٹ نے موصوف کو اطلاع دیتے ہوئے لکھا:

> ''اسیں تہانوں ایس گل دی ودھائی پیش کرنے ہاں کہ مسعود کھدر پوش ٹرسٹ دے کتاباں دے انعامی مقابلے برائے سال ۲۰۰۱ء لئی شاعری دے شعبے وچ تہاڈی کتاب ''سردل'' نے پہلا انعام حاصل کیتا اے - ایس شعبے وچ کل ۲۲ کتاباں آئیاں سن -''

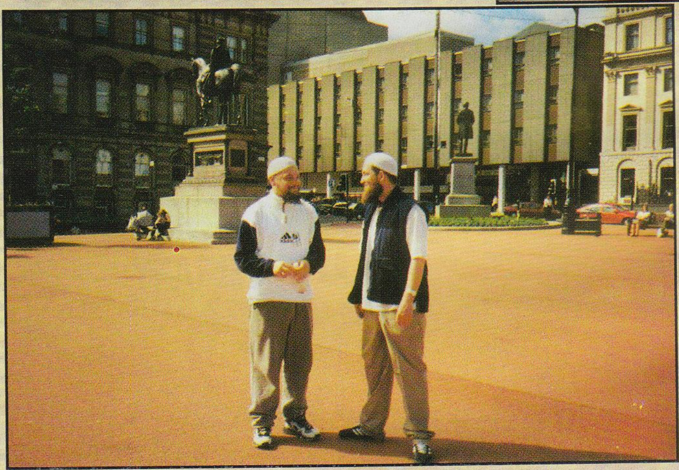
مورخہ ۱۳- اپریل ۲۰۰۲ء کو ایک پُر وقار تقریب میں ٹرسٹ کی طرف سے مہمان خصوصی جناب کامران لاشاری صاحب سیکرٹری اطلاعات ثقافت و امور نوجواناں حکومت پنجاب نے انعامی سرٹیفکیٹ اور ساڑھے سات ہزار روپے کا چیک تفویض کیا -

مسعود کھدر پوش ٹرسٹ لاہور کی طرف سے پنجابی شعر و ادب کا یہ سب سے بڑا اور معتبر ایوارڈ سمجھا جاتا ہے - ادارہ جناب عبدالکریم قدسی صاحب کے اس ایوارڈ پر انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے - موصوف کا اپنے شعر و سخن کے ذریعہ ماہنامہ انصاراللہ سے تعاون بھی قابلِ قدر ہے - (ادارہ)

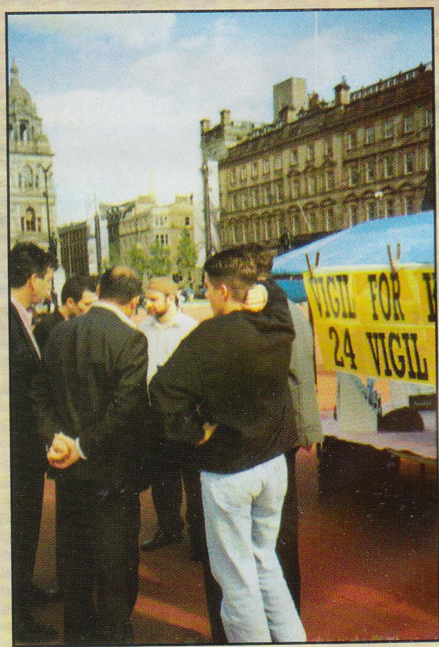
سکاٹ لینڈ (برطانیہ) میں احمدیت



گلاسگو (سکاٹ لینڈ) میں روسی احباب وخواتین
دعوت الی اللہ کے ایک پروگرام میں شریک ہیں



دو سکاٹش نوجوان
جن کے نئے نام مکرم صباح سالم صاحب
اور مکرم پاشا اقبال صاحب ہیں
قبول حق کے بعد گلاسگو کے
George Square میں



مکرم طاہر صابی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ
گلاسگو دعوت الی اللہ میں مصروف ہیں

Monthly

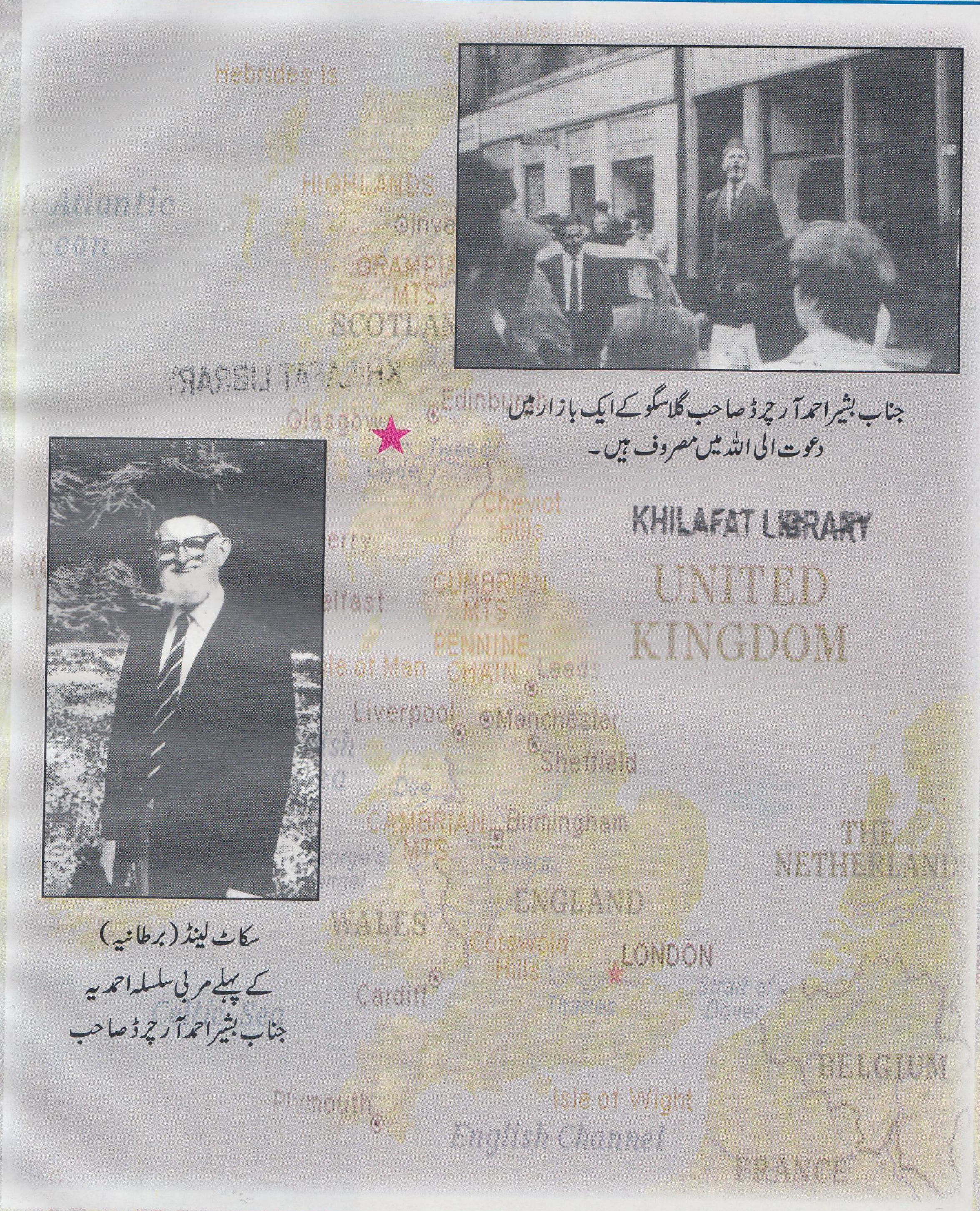
ANSARULLAH

May 2002

Ph: 04524-212982

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # : CPL - 92



جناب بشیر احمد آرچرڈ صاحب گلاسگو کے ایک بازار میں
دعوت الی اللہ میں مصروف ہیں۔

سکاٹ لینڈ (برطانیہ)
کے پہلے مربی سلسلہ احمدیہ
جناب بشیر احمد آرچرڈ صاحب